اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن یتنزل الامر بینہن

بفضل خالق سموات و ارضین مالک ہر مکان و مکین رسالہ مشتملہ بر تحقیق طبقات زمین نافع ہر عام و خاص مسمی بہ

دافع الوسواس فی اثر ابن عباس

از تصانیف بحر العلوم المعقول حبر فنون المنقول مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی دام فیضہ العلی

بمطبع علوی باہتمام محمد علی بخش خان در لکھنؤ بحلیہ طبع پوشید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لمن خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن طبقات والصلوة علی خاتم الانبیاء افضل المخلوقات وعلی آله وصحبه ذوی الآیات البینات
اما بعد کہتا ہی فقیر سراپا تقصیر ابو الحسنات **محمد عبد الحی** لکھنوی ابن مولانا **محمد عبد الحلیم** ادخله الله فی جنة النعیم کہ عرصہ
دو تین سال سے اثر ابن عباس آدم کآدمکم الخ مین درمیان علماے زمان کے منازعت واقع ہوئی ایک طائفہ سے افراط دوسرے
طائفہ سے تفریط ہوئی ایک جماعت نے ابطال حدیث مذکور مین سعی بلیغ فرمائی دوسری جماعت سے اوسکے بیان معنی مین تحریف ہونے لگی
نوبت یہانتک پہونچی کہ صداے کفر ہر طرف سے اوٹھی اور یہ طریقہ مستمرہ علماے زمان کا ہی کہ جس مسئلہ مین منازعت کرتے ہین اگرچہ
مسئلہ لائق تفسیق نہو اوسمین ایک دوسرے پر آوازہ کفر کرتا ہی اجتماع اسلامی کے افتراق کا کچھ خیال نہین کرتا ہی اور قبل اسکے
فقیر نے اس باب مین ایک تحریر کی تہی اوسمین صحت حدیث واثبات تعدد طبقات ووجود انبیا ومخلوقات ووجود اوادم
وغیرہ ونفی مماثلت محمدیہ کے تقریر کی تہی بالفعل ایک رسالہ مسمی بکشف الالتباس عن اثر ابن عباس نظر سے گذرا اوسکے دیکہنے سے کمال تحیر
ہوا اوسکے مولف نے میری تحریر پر خدشات کیے اور علماے ہندوستان پر الزام عدم مہارت علم حدیث کرنے لگے اور یہ نہ سمجہے کہ یہ الزام
خود بدلالت پر عاید ہی تحریر حضرت والا اوسپر شاہد ہی بنظر احقاق حق کے اوسکے جواب مین ایک رسالہ لکہتا ہون نام اوسکا **دافع الوسواس**
فی اثر ابن عباس رکہتا ہون اولا اون وجوہ کا جو ارباب تفریط نے واسطے عدم مقبولیت حدیث کی اپنی تحریرات مین
قائم کین ہین دفع کیا جاتا ہی پس ازان حضرت معترض کے کلام کا تعاقب ہوتا ہی اور اثناے کلام مین ارباب افراط کی تحریف کا ابطال
ہوتا ہی اور غرض مجکو اس تحریر سے تعصب ونفسانیت نہین بلکہ فقط احقاق حق ولو کرہ المعترضون وابطال باطل ولو کرہ المعرضون
ناظرین با انصاف سے امید یہ ہی کہ میری تحریرات کو بغور ملاحظہ کرین اور جو امر اونکی راے مین مخدوش معلوم ہو اوسکو مجہسے استفسار کرین
نہ جیسا کہ شان جہلا کی ہی کہ جسکی تحریر اپنی خلاف مشرب دیکہتے ہین بغیر سمجہے بوجہے رد لکہنے پر مستعد ہوتی ہین اور اپنی نفسانیت کو
پردہ اظہار حق مین پوشیدہ کرکے اپنا مبلغ استعداد ظاہر کرتی ہین وعلی الله التوکل وبه الاعتماد ومنه التوفیق الی طریق السداد
تمہید جاننا چاہیے کہ اثر ابن عباس صحیح السند ہی روایت اوسکی معتمد ہی وقفا وسکا مسوی ہی حقیقت مین مرفوع حکمی ہی شذوذ وخبط
والجہال وغیرہ اوسکی صحت مین قادح نہین مضمون اوسکا معارض ومخالف قرآن وحدیث واجماع نہین اوسکی تاویل کرنیکی اور
حمل اوسکے معنی حقیقی کو چہوڑکر معنی مجازی لینیکی حاجت نہین ظاہر معنی پر حمل کرنے مین کسیطرح کی قباحت نہین احادیث متعددہ سے
ثبوت سات طبقہ زمین کا اور ایک طبقہ سے دوسرے طبقہ تک پانسو سال کے راہ ہونیکا حاصل ہی قول ارباب ہیئت کا کہ زمین کے طبقات متصل ہین
اور درمیان اونکے فاصلہ ایک کرہ ہوا اور مابین طبقات کے کوئی مخلوق نہین مردود وباطل ہی تعیین مخلوقات طبقات تحتانیہ مین کوئی حدیث صریح وارد
نہین علماء نے جو لکہا ہی بعضون نے شیخ ثعلبی سے جو تہی تفسیر بیضاوی مین وسید شریف جرجانی کی شرح مواقف مین ابن حجر کی

شرح احادیث مختصر صحیح بخاری مین علم اوسکا حق جلشانہ کیطرف محول کیا اور بعضون نے مثل حلبی وشبلی وزرقانی وقسطلانی وغیرہ کے بمقتضائے
بعض اخبار کی طبقات تحتانیہ کو مسکن جن تجویز کیا اور بعضون نے مثل صاحب بدائع الدہور وغیرہ کے ہر طبقہ مین ایک صنف جدید کی سکونت کا
حکم نقل کیا اور ظاہر عبارات بعض مفسرین سے مثل بغوی ومحلی کے طبقات تحتانیہ مین نبوت معلوم ہوتی ہے اثر ابن عباس کی تصدیق ہوتی ہے اور
اثر ابن عباس سے مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہونا ہرگز ثابت نہین جو اوسکا مدعی ہو قول اوسکا باطل ہے معتقد مثل محمدی مخالف اہل اسلام
وجاہل ہے برا اہل اسلام آنحضرت کی ذات افضل المخلوقات واکرم الممکنات ہے کسی مخلوق کی شرکت آپکی صفات کمالیہ مختصہ مین از قبیل ممتنعات
ہے اور ظاہر اثر ابن عباس سے طبقات تحتانیہ مین مکلفین کا ہونا اور اونپر انبیا کا مبعوث ہونا معلوم ہوتا ہے اور یہ مفہوم ہوتا ہے کہ جسطرح
سے اس طبقہ مین سلسلہ نبوت کا واسطے ہدایت یہانکی سکان کے تیار ہوا اوسیطرح ہر ایک طبقہ مین ایک ایک سلسلہ نبوت کا واسطے ہدایت
وہانکی سکان کے تیار ہوا اور چونکہ بدلائل عقلیہ ونقلیہ لاتناہی سلسلہ کے باطل ہے لاجرم ہر طبقہ مین ایک مبدا سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے آدم کے
ساتھ تشبیہ دیا گیا اور ایک آخر سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے خاتم کے ساتھ تشبیہ کیا گیا بنابرعلیہ اواخر سلاسل تحتانیہ پر اطلاق خواتم کا مستنکر
نہین مگر اونکی خاتمیت خاتمیت حقیقیہ محمدیہ مین مضر نہین اسواسطے کہ برتقدیر وجود انبیا طبقات تحتانیہ مین اواخر سلاسل تحتانیہ
مین تین احتمال ہین **ایک** یہ کہ وہ بعد عصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوئے ہون **دوسرے** یہ کہ مقدم ہوئے ہون **تیسرے** یہ
ہمعصر ہوئے ہون احتمال اول نصوص متعددہ سے باطل ہے اور برتقدیر ثانی آنحضرت کی خاتمیت عامہ مین کچھ شبہ نہین اور برتقدیر ثالث
دو احتمال ہین **ایک** یہ کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخصوص ساتھ اسی طبقہ کے ہو اور ہر طبقہ تحتانیہ مین جدا جدا نبی کی رسالت ہو
اور ہر ایک اونمین کا صاحب شرع جدید ہو **دوسرے** یہ کہ اواخر انبیا طبقات تحتانیہ متبع شریعت محمدیہ ہون اور کوئی اونمین کا صاحب شرع جدید
نہو اور دعوت ہمارے حضرت کی عام ہو اور ختم آپکا بہ نسبت جملہ انبیا جملہ طبقات کی حقیقی ہو اور ختم ہر ایک اواخر سلاسل تحتانیہ کا بہ نسبت اپنے
اپنے سلسلہ کے اضافی ہو احتمال اول بسبب عموم نصوص بعثت محمدیہ مثل آیہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وآیہ لیکون للعالمین نذیرا وحدیث
بعثت الی الخلق کافۃ وغیرہ کی کہ صاف صاف آنحضرت کی عموم بعثت پر دال ہین اور کسی مکان یا زمان کے ساتھ متقید نہین ہین باطل ہے اور یہ کہنا کہ
عالمین یا خلق سے فقط اسی طبقہ کی مخلوق ہے نہ کل طبقات کی تو ان باطل وبلادلیل ہے اسوجہ سے کہ کوئی نص اس تخصیص پر دلالت نہین کرتی ہے
اور مجرد عقل سے تخصیص نصوص عامہ کی نہین ہوسکتی ہے ہان اگر کوئی نص قوی صاف اسپر دلالت کرتی کہ آنحضرت کی بعثت خاص ساتھ اسی طبقہ
کے ہے البتہ اوسوقت نصوص عامہ کی تخصیص کا حکم دے سکتے ہین اور بغیر تخصیص شرعی کے مجرد رائے وعقل سے تخصیص پر جرأت نہین کر سکتے ہین
اور علماے اہل سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہین کہ آنحضرت کی عصر مین کوئی نبی صاحب شرع جدید نہین ہوسکتا اور نبوت آپکی تمام مکلفین کو
شامل ہے اور جو نبی آپکے ہمعصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ ہوگا پس برتقدیر بعثت محمدیہ عام ہے اور خاتمیت احمدیہ حقیقی ہے شامل ہر خاص و
عام ہے الحاصل حدیث ابن عباس کو صحیح ومعتبر سمجھنا چاہیے اور جسقدر اوسکا ظاہر ثابت ہے بغیر چون وچرا کے اوسکو تسلیم کرنا چاہیے
اور قول موجود شمال محمدیہ کو یا تخصیص بعثت احمدیہ کو بلادلیل وباطل تصور کرنا چاہیے نہ یہ کہ حدیث کو باطل ٹھہراوین جیسا کہ ایک طائفہ
نے کیا اور نہ یہ کہ اوس سے امثال محمدیہ ثابت کرین یا نصوص بعثت محمدی کو خواہ مخواہ خاص سمجھین جیسا کہ دوسرے طائفہ نے کیا ہے
خلاصہ میرے رسالے کا یہی اور محصل اعتقاد کا ہے اور تفصیل ان سب امور کی ماحقہ منکشف ہوتی ہے باطل کو عقلی ودرحق کو باطل کیسے ہو ہم **قال المعترض**

له اگر کوئی کہے کہ جب ہر طبقہ مین خاتم ہوئے تو بعثت ہمارے حضرت کے عام نہوگی تو جواب اسکا یہ ہے کہ ہر طبقہ کا آخر خاتم بالمعنی ہے کہ بعد اوسکے اوس طبقے مین کوئی نبی نہین اگرچہ نبوت ... کی دبائی ... منہ

اثر ابن عباس صحاح ستہ متداولہ مین مروی نہین ہے اسوجہ سے اوسکی صحت پر اعتماد کلی نہین ہے **اقول** حدیث صحیح کا انحصار صحاح ستہ
مین نہین ہے اور تصحیح ارباب صحاح ستہ پر منحصر نہین ہے بلکہ جو حدیث کہ خارج صحاح ستہ مروی ہوئی ہو اور اوسپر کوئی حافظ معتمد صحت
یا حسن کا حکم دیوے تو اوسکو صحیح یا حسن سمجھنا چاہیے قاضی بدر الدین بن جماعہ مختصر مین لکھتے ہین لم یستوعب البخاری ومسلم فی کتابیہما
کل الصحیح قال البخاری ما ادخلت فی کتابی الجامع الا ما صح وترکت من الصحاح لحال الطول وقال مسلم لیس کل ما صح عندی وضعته ههنا انما
وضعت ما اجمعوا علیه ثم قیل لم یفتهما الا قلیل وقیل بل فاتهما کثیر منه وانما لم یفت الاصول الخمسة منه الا قلیل وهذا اصح والمعنی بالاصول الخمسة
کتاب البخاری ومسلم وابی داود والترمذی والنسائی ویعرف الزائد علیهما بالنص علی صحته من امام معتمد فی السنن المعتمدة لا بمجرد وجوده فیهما
الا اذا اشترط فیها الصحیح ککتاب ابن خزیمة وابی بکر البرقانی انتہی اس سے معلوم ہوا کہ عوام مین جو مشہور ہے کہ جو حدیث صحیح ہے وہ صحاح ستہ
مین موجود ہے محض غلط ہے بلکہ مدار صحت وجود شرائط صحت ہے خواہ صحاح ستہ مین ہو یا غیر صحاح ستہ مین ہو **قال البعض**
تفسیر قرآن کا ابن عباس سے منقول ہے اکثر پر اعتماد کامل نہین ہے اور سند اوسکی مخدوش مقدوح ہے پس یہ قول ابن عباس کا جو تفسیر آیہ
ومن الارض مثلهن مین واقع ہے غیر معتبر ہے **اقول** تفسیر ابن عباس کے جملہ طرق مقدوح نہین بلکہ بعض طرق مثل طریق کلبی
وغیرہ کی جیسا کہ سیوطی نے اتقان فی علوم القرآن مین تفصیل ذکر کیا ہے اور ما نحن فیہ مین سند قوی ہے اور ارباب تصحیح نے
اوسکی تصحیح کی ہے پس اوسکی عدم اعتبار کی کیا وجہ ہے **قال البعض** اثر ابن عباس اخبار آحاد سے ہے اور خبر آحاد باب اعتقادات مین مقبول
نہین **اقول** اگر مراد یہ ہے کہ خبر آحاد مفید یقین نہین ہے تو درست ہے لیکن کچھ مضر نہین اسوجہ سے کہ حکم وجود انبیاء کا طبقات
تحتانیہ مین بشہادت اس اثر کی بطور قطع و یقین کے نہین کیا جاتا ہے یہانتک کہ منکر اوسکا کافر ہو جاوے بلکہ بطور ظن کے
اور ہمکو ایمان اجمالی جمیع انبیاء کے ساتھ ضروری ہے تفصیل انبیاء مین یقین ضرور نہین اس باب مین ظن کافی ہے بلکہ منکر نفس طبقات
ہی کا کافر نہین ہے جیسا کہ صاحب حاشیہ بیضاوی مین لکھتے ہین قوله فی العدد اشارة الی ان الارض کالسماء سبع طبقات متفاصلة وهو المعروف
فی الاحادیث الصحیحة وقیل هی الاقالیم السبعة ولیست هذه المسئلة من ضروریات الدین حتی یکفر من انکرها او تردد فیها والذی نعتقده انها طبقات
سبع ولها سکان من خلقه یعلمهم الله انتہی اور اگر مراد یہ ہے کہ خبر آحاد کا باب اعتقادات مین مطلقا اعتبار نہین تو محض غلط ہے اور نظیر اسکی اختلاف
علماء ہے نبوت لقمان و ذوالقرنین و خضر و تبع و آسیہ و مریم وغیرہ مین کہ بعض علماء نے انکی نبوت باخبار آحاد و دلائل ظنیہ ثابت کی ہے اور بعض نے انکار کیا ہے
لیکن اگر دلائل ظنیہ مطلقا نامفید ہوتے باب نبوت مین تو یہ علماء متفرق کیون ہوتے اور ادعا پر دلائل ظنیہ پیش کرتے **قال البعض** اثر ابن عباس کے رواة مجروح
ہین اسوجہ سے اس پر اعتماد نہین ہو سکتا ہے **اقول** اسکی تخریج دو طرق معتمد و مستند مین ایک عن شریک عن عطاء عن ابی الضحی
عن ابن عباس بیہقی و حاکم وغیرہ نے اس طریق سے اخراج کرکے صحیح کہا اور ابن حجر نے فتح الباری مین بیہقی کے قول کو نقل کرکے
سکوت کیا اور علامہ زرقانی رسالہ اجوبة الاسئلة مین لکھتے ہین السؤال الخامس والسادس والاربعون هل الارض سبع طبقات
کالسماء وهل فیهن خلق الجواب قال الله تعالی ومن الارض مثلهن وقال فی آیة اخری الم تروا کیف خلق الله سبع سموات طباقا
فدل ان طباقا فی الآیة الاولی مراد وان لم یذکر فتکون المثلیة فی الارض کذلک قال ابن حجر ویدل له ما رواه ابن جریر عن
مجاهد فی ومن الارض مثلهن قال فی کل ارض مثل ابراهیم نحو ما علی الارض هکذا اخرجه مختصرا واسناده صحیح واخرجه الحاکم والبیهقی مطولا

واولہ سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم وعیسی کعیساکم ونبی کنبیکم قال البیہقی اسنادہ صحیح الا انہ
شاذ بمرۃ انتہی اور سیوطی نے بہی درمنثور مین بیہقی کی تصحیح کو نقل کرکے سکوت کیا عبارت اونکی یہ ہی اخرج ابن ابی حاتم
والحاکم وصححہ والبیہقی فی شعب الایمان وفی کتاب الاسماء والصفات من طریق ابی الضحی عن ابن عباس فی قولہ ومن الارض مثلہن قال سبع ارضین فی
کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی قال البیہقی اسنادہ صحیح لکنہ شاذ بمرۃ لا اعلم
لابی الضحی متابعا علیہ انتہت اور مستدرک حاکم مین ہی حدثنا احمد بن یعقوب الثقفی حدثنا عبید بن
غنام حدثنا علی بن حکیم حدثنا شریک عن عطاء عن ابی الضحی عن ابن عباس فی قولہ تعالی ومن الارض مثلہن قال سبع
ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی ہذا حدیث صحیح الاسناد انتہی اور ذہبی نے
اس طریق پر حکم حسن کا دیا چنانچہ بدر الدین شبلی آکام المرجان مین بعد نقل عبارت حاکم کے لکہتے ہین قال شیخنا الذہبی
اسنادہ حسن انتہی دوسرا طریق عن شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن عباس حاکم نے اس طریق کو اخراج کرکے
حکم صحت کا دیا عبارت اونکی یہ ہی حدثنا عبد اللہ حدثنا ابراہیم بن الحسین حدثنا آدم حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی
عن ابن عباس قال فی کل ارض نحو ابراہیم ہذا حدیث علی شرط البخاری ومسلم انتہی اور ذہبی نے بہی اونکی موافقت کی چنانچہ
شبلی لکہتے ہین قال شیخنا الذہبی ہذا حدیث علی شرط البخاری ومسلم انتہی ہرگاہ بتصریح بیہقی وحاکم وذہبی وسکوت
ابن حجر وسیوطی وشبلی اس حدیث کی وثاقت ثابت ہوگئی اوسکی قابل استناد ہونے مین کیا گفتگو ہی قال البعض
منجملہ رواۃ اس اثر کی عطاء بن السائب ہین اور اونکو محدثین نے مختلطین سے شمار کیا ہی اور روایت راوی مختلط کی قابل
احتجاج نہین اقول محدثین کی نزدیک قاعدہ مقرر ہی کہ جو شیخ مختلط ہو جاوے یعنے بسبب کبر سن خبرہ کی اوسکی حفظ مین فتور
واقع ہو جاوے اوسکی تلامذہ کی دو قسمین ہین جنہون نے حالت اختلاط مین تلمذ کیا ہو مقبول نہین اور جو تلامذہ قبل حالت اختلاط کے
ہون اونکی روایتین مقبول ہین جیساکہ شروح الفیہ وغیرہ مین بشرح وبسط مذکور ہی اور یا نحن فیہ مین عطاء سے اوس کی راوی
ہی اور وہ عطاء کی تلامذہ متقدمین سے ہی پس اختلاط عطاء کا کیا ضرر کریگا حافظ عبد العظیم منذری کتاب الترغیب مین
لکہتے ہین عطاء بن السائب الثقفی قال احمد ثقۃ ورجل صالح من سمع منہ قدیما کان صحیحا ومن سمع منہ حدیثا لم یکن بشیء روی
شعبۃ والثوری وحماد بن زید عنہ جیدۃ انتہی اور تہذیب مین ہی من سمع منہ قدیما قبل ان یتغیر شعبۃ وشریک وحماد انتہی اگر یہ
شبہہ ہو کہ یحیی بن معین نے کہا ہی کہ عطاء کی سب تلامذہ حالت اختلاط کی ہین مگر سفیان وشعبہ جیساکہ تہذیب التہذیب
مین لکہا ہی قال یحیی بن معین جمیع من روی عن عطاء روی عنہ فی الاختلاط الا شعبۃ وسفیان تو اوسکا جواب یہ ہی کہ قول
یحیی کا بحسب اونکی تتبع کی ہی اور سوا اونکی اور محدثین چند تلامذہ عطاء کو لکہتے ہین کہ اونہون نے قبل حالت اختلاط کی روایت کی مثلا
زہیر وزائدہ وحماد بن زید وایوب وغیرہ چنانچہ تفصیل اسکی حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری اور تہذیب التہذیب مین
کی ہی اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ شریک تلامذہ عطاء متقدمین سے نہین تو بہی کچہہ مضر نہین اسواسطے کہ شاہد اس اثر کی
سند ابن جریر وغیرہ مین موجود ہی اور بسبب کثرت طرق کی روایت کو قوت ہو جاتی ہی قال البعض اللہ جانتا ہی اگر

جوامع میں نقل کیا ہے اما ما نقل عن ابن عباس ان فی کل ارض آدم الخ فهو من روایة الواقدی الکذاب الوضاع للحدیث انتہی **اقول** [illegible]
حدیث کی جو ابن حجر و شبلی وغیرہ نے نقل کیے ہین اونمین کہین واقدی کا نشان نہین ہے اگر بالفرض کسی طریق مین واقدی ہو تو کچھ ضرر
نہین کیونکہ دو طریق اسکی مستند ہین علاوہ ازین واقدی کو اگرچہ ایک طائفہ محدثین نے مقدوح کیا ہے لیکن ایک جماعت دیگر نے
مثل یعقوب بن ابی شیبہ و ابوبکر صاغانی و دراوردی و مصعب زبیری و یزید بن ہارون وغیرہم نے اوسکی توثیق کی ہے جیسا کہ شیخ الاسلام
فتح الدین محمد بن سید الناس نے اپنی کتاب عیون الاثر فی فنون المغازی و السیر مین اوسکی تفصیل کی ہے اور مینے شرح شرح وقایہ مین جسکو
بسعایہ فی کشف ما فی شرح الوقایہ ہے اسکو بتفصیل تمام درج کیا ہے من شاء فلیرجع الیہ **قال البعض** شوکانی نے فوائد مجموعہ مین اس حدیث کو
موضوعات مین شمار کیا عبارت اونکی یہ ہے اخرجه الحاکم فی المستدرک و قال صحیح علی شرط الشیخین و تعقبه الذهبی فقال بل موضوع بان عبادا ضعیف
و رواه الحاکم فی المستدرک من حدیث علی و قال صحیح الاسناد و تعقبه الذهبی بان فی اسناده حکیم بن جبیر و هو ضعیف و عبد الله بن بکیر و هو منکر الحدیث
انتہی **اقول** اس قائل نے شاید بمتابعت کسی کذاب کے ایسی تحریر کی ہے یا واسطے فریب دہی عوام کے ایسی تقریر کی فوائد مجموعہ کو مین نے اول سے
تا آخر لفظاً بلفظ معاینہ کیا کہین بھی اس حدیث کا ذکر نہ دیکھا اور عبارت منقولہ فوائد مجموعہ مین ضمن دو حدیثون کے مکتوب ہے باب
مناقب اہل البیت مین ہے قول علی انا الصدیق الاکبر انا عبد الله و اخو رسوله لا یقولها بعدی الا کاذب صلیت قبل الناس بسبع سنین
رواه النسائی فی الخصائص و فی اسناده عباد بن عبد الله الاسدی و هو المتهم بوضعه و قال ابن المدینی ضعیف الحدیث و ذکره ابن
حبان فی الثقات و قال فی المیزان هذا الحدیث کذب علی علی و قد اخرجه الحاکم فی المستدرک و قال صحیح علی شرط الشیخین و تعقبه الذهبی بان
عبادا ضعیف انتہی اور بعد دو ورق کے مرقوم ہے حدیث انه قال رسول الله لعلی حین خرج الی غزوة تبوک و خلف علیا بالمدینة و قال له تخلفنی
مع النساء و الصبیان فقال له ان المدینة لا تصلح الا بی او بک و انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی رواه ابن حبان عن سعد و قال
باطل فی اسناده حفص بن عمر کذاب رواه الحاکم فی المستدرک من حدیث علی و قال صحیح الاسناد و تعقبه الذهبی بان فی اسناده حکیم بن جبیر و هو
ضعیف و عبد الله بن بکیر الغنوی و هو منکر الحدیث انتہی **قال البعض** اثر مذکور معارض مفہوم حدیث مرفوع ہے جسکو شوکانی نے فتح القدیر
مین زیر آیۂ کریمہ و ما تحت الثری تحریر فرمایا ہے اخرج ابو یعلی عن جابر ان رسول الله سئل ما تحت الارض قال الماء قیل فما تحت الماء قال ظلمة
قیل ما تحت الظلمة قال الهواء قیل ما تحت الهواء قال الثری قیل ما تحت الثری قال انقطع علم المخلوقین عند علم الخالق اس حدیث
سے صاف ظاہر ہے کہ ماوراء تحت الثری کا علم کسی مخلوق کو نہین ہے تا اینکہ آنحضرت نے بھی زیادہ اس سے بیان نہین کیا پس اثبات وجود
آدم و خاتم ہر طبقہ زمین مین صریح مخالف اسکے ہے **اقول** بعد تسلیم صحت سند و قوت روایت اس حدیث کی یہ ہے کہ اثر مذکور مین
ہرگز مخالفت نہین ہے کیونکہ اثر مذکور مین خبر وجود سات طبقات زمین کی اور وجود انبیاء کے اون طبقات مین ہے اور یہ حدیث اوسکی
تفصیل سے ساکت ہے اور ماوراء تحت الثری کا علم نہونا جو اس حدیث سے مستفاد ہے منافی اثبات طبقات کے نہین ہے کیونکہ ثری ساتون
زمین کے نیچے ہے بغوی معالم التنزیل مین لکھتے ہین قال ابن عباس ان الارضین علی ظهر النون و النون علی بحر و البحر علی صخرة خضراء و
علی قرن ثور و الثور علی الثری و ما تحت الثری لا یعلم الا الله انتہی اور محمد بن ابی بکر رسالہ جواہر القرآن مین تحریر کرتے ہین الثری
التراب الندی ای الذی تحت التراب الیابس و منه قوله تعالی و ما تحت الثری [illegible]

ومن الارض مثلہن مرقوم ہی اخرج ابن المنذر عن ابن جریج قال بلغنی ان عرض کل ارض مسیرۃ خمسمائۃ عام وان بین الارض
السابعۃ فوق الثری انتہی اور احمد بن عبد اللطیف البشبیشی رسالہ التحفۃ السنیۃ فی اجوبۃ الاسئلۃ المرضیۃ مین لکہتے ہین
اخرج ابن ابی حاتم عن کعب انہ سئل ما تحت ہذہ الارض قال الماء قیل وما تحت الماء قال الارض حتی عد سبع ارضین قیل وما تحت
السابعۃ قال صخرۃ قیل وما تحت الصخرۃ قال ملک قیل وما تحت الملک قال حوت معلق طرفاہ بالعرش قیل وما تحت الحوت قال
الہواء والظلمۃ وانقطع العلم انتہی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ ماوراے ارض سابعہ کا علم منقطع ہی سوا اللہ جل جلالہ کے کوئی نہین
جانتا ہی نہ یہ کہ مابین طبقات کا علم منقطع ہی فاین التعارض واین التخالف **قال البعض** اثر مذکور مخالف ہی
حدیث مرفوع کی جو صحیحین مین مروی ہی عن سعید بن زید قال قال رسول اللہ من اخذ شبرا من الارض ظلما فانہ یطوقہ یوم القیامۃ
من سبع ارضین یہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ طبقات باقیہ کو زمین تابع طبقہ ہذا ہی اور اونکی واسطے احکام جداگانہ نہین
اقول ایک حکم مین تبعیت سے لازم نہین کہ جملہ احکام مین تبعیت ہو جاوے کما ہو ظاہر علی من لہ ادنی فہم علاوہ برین غایت
کی تطویق ساتون زمین کو ساتہہ روز قیامت ہوگی جیسا کہ لفظ حدیث اوسپر دلالت کرتی ہی اور قسطلانی نے شرح صحیح بخاری
مین اور ابن حجر مکی نے زواجر مین تفصیل ذکر کیا ہی پس اگر بالفرض یہ حدیث تبعیت جملہ طبقات تحتانیہ پر دلالت ہی
کرے تو بہی کچہہ مضر نہین کیونکہ یہ تبعیت قیامت مین ہوگی اور گفتگو احکام دنیا مین ہی **قال البعض** اثر مذکور
معارض ہی حدیث مرفوع کی جسکو حاکم وغیرہ نے حضرت ابن عمر سے اخراج کیا ہی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان الارضین بین کل ارض والتی تلیہا مسیرۃ خمسمائۃ عام والثانیۃ سجن الریح والثالثۃ فیہا حجارۃ جہنم والرابعۃ فیہا
کبریت جہنم والذی نفسی بیدہ ان فیہا الاودیۃ من کبریت لو ارسل فیہا الجبال الرواسی لماعت والخامسۃ فیہا حیات
جہنم ان افواہہا کالاودیۃ والسادسۃ فیہا عقارب جہنم ان ادنی عقربۃ منہا کالبغال والسابعۃ فیہا سقر وفیہا ابلیس مصفد
بالحدید فاذا اراد اللہ ان یطلقہ لما یشاء اطلقہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ طبقات تحتانیہ مین سے کسی مین ہوا اور کسی مین سانپ اور کسی
مین بچہو اور کسی مین کبریت اور کسی مین پتہر اور کسی مین جہنم ہی اور اونمین مخلوقات مکلفین کا وجود نہین ہی پس یہ حدیث
کہ مرفوع ہی مرجح ہی اثر ابن عباس سے کہ موقوف ہی **اقول** یہ کلام مخدوش ہی ساتہہ دو وجہ کی **اول** یہ کہ اثر ابن عباس
بتصریح طائفہ محدثین معتبرین صحیح الاسناد ہی اور جن لوگون نے اوسپر حکم ضعف کا دیا مثل حلبی وقسطلانی وغیرہ کو اونکو
اشتباہ بسبب شذوذ کے واقع ہوا حالانکہ اسکی سند مین شذوذ مقبول ہی نہ مردود کیونکہ شذوذ جو مخل صحت ہی وہ
عبارت ہی اس سے کہ ایک راوی ثقہ کی روایت مخالف ہو دوسرے ثقات کی روایت کی اور مجرد تفرد راوی ایک ثقہ کا کسی
روایت کے ساتہہ مخل صحت نہین جیسا کہ تفصیل اسکی عنقریب لکہی جاویگی اور [illegible] اس اثر کی ثقات مین کوئی علت قادحہ
معتبرہ اونمین معلوم نہین ہوتی ہی بخلاف حدیث ابن عمر کے [illegible] اسناد مین ادراج واقع ہی اور مختلف فیہ ہی تہذیب التہذیب
مین ہی قال [illegible] احمد [illegible] منکرۃ [illegible] النسائی [illegible] قال ابو حاتم فی حدیثہ ضعف

قال الدارقطنی تترک انتہی اسیوجہسے محدثین اس حدیث مین مختلف ہو گئی حاکم نے اسکی تصحیح کی اور سیوطی نے تخریج احادیث
شرح مواقف مین سند حسن تحریر کیا اور حافظ عبدالعظیم منذری نے کتاب الترغیب والترہیب مین اسپر حکم نکارت کا دیا عبارت اونکی یہ ہے
اخرجہ الحاکم وقال تفرد بہ ابو السمح والحدیث صحیح لم یخرجاہ قال الحافظ المنذری ابو السمح ہو دراج وقبلہ عبداللہ بن عیاش وباقی الکلام
علیہما وفی متنہ نکارۃ انتہی اور ذہبی نے بھی حکم نکارت کا دیا چنانچہ سیوطی درمنثور مین لکہتے ہین اخرجہ ابن ابی حاتم فی تفسیرہ والحاکم وصححہ
وتعقبہ الذہبی فقال منکر انتہی پس معلوم ہوا کہ اثر ابن عباس اقوی ہے حدیث ابن عمرو سے اور موقوف ہونا اثر ابن عباس کا مضر نہین
اسوجہ سے کہ قول صحابی کا ایسے امور مین جنمین اجتہاد کو مداخلت نہین حکم رفع کا رکہتا ہے چنانچہ تفصیل اسکی عنقریب آتی ہے **دوسرے**
یہ کہ حدیث ابن عمرو مین کچھ نفی وجود مخلوقات نہین ہے تاکہ مخالف اثر ابن عباس کے ہووے پس جائز ہے کہ طبقات تحتانیہ مین مخلوقات
وانبیاء بہی ہون جیسا کہ مفاد اثر مذکور ہے اور ہوا اور سانپ بچہو وغیرہ بہی ہون جیسا کہ حدیث ابن عمرو کا مفاد ہے جیسا کہ ہر طبقہ
مین سب قسم کی مخلوقات ہے اور یہی مفاد روایت ابن جریر کا ہے قسطلانی لکہتے ہین قال ابن جریر حدثنا عمرو بن علی ومحمد بن المثنی
قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن عباس قال فی کل ارض مثل ابراہیم نحو ما علی الارض من الخلق
ہکذا اخرجہ مختصرا واسنادہ صحیح انتہی پس درمیان حدیث ابن عمرو کی اور حدیث ابن عباس کے ہرگز مخالفت وتعارض نہین ہے **قال
البعض** اثر ابن عباس مجمل ہے کیونکہ شارع نے وجہ تشبیہ ومشارکت بیان نہین کی اور مجمل بدون بیان کے لائق استدلال نہین
اقول اجمال اصولیین کے نزدیک عبارت ہے خفاء معنی سے اسطرح پر کہ ہرگز مقصود نہ معلوم ہو بدون استفسار متکلم کے جیسا کہ
منار مین ہے اما المجمل فما ازدحمت فیہ المعانی واشتبہ المراد بہ اشتباہا لا یدرک بنفس العبارۃ بل بالرجوع الی الاستفسار ثم الطلب ثم
التامل انتہی اور وجود اسکا مانحن فیہ مین ممنوع ہے اور اگر مجرد بیان نہ کرنا شارع کا وجہ تشبیہ کو باعث اجمال ہو تو صدہا تشبیہات
جو قرآن وحدیث مین وارد ہین مجمل ہو جاوینگے وہو خلاف الاجماع قال اللہ تعالی فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا وقال تعالی
ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فہی کالحجارۃ او اشد قسوۃ وقال تعالی اولئک کالانعام بل ہم اضل وقال علیہ الصلوۃ والسلام صلوا کما رأیتمونی
اصلی **قال البعض** ماثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے تا این زمان کوئی شخص قائل وجود انبیاء کا طبقات باقیہ مین نہین ہوا
اقول بغوی معالم التنزیل مین لکہتے ہین اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن فی العدد یتنزل الامر بینہن بالوحی من السماء السابعۃ
الی الارض السفلی انتہی اور جلال الدین محلی لکہتے ہین ومن الارض مثلہن یعنی سبع ارضین یتنزل الامر بینہن بین السموات والارض
ینزل بہ جبریل من السماء السابعۃ الی الارض السابعۃ انتہی اس سے معلوم ہوا کہ وحی بوساطت جبریل طبقات تحتانیہ مین بہی جاتی تہی اور
معنی ہین وجود انبیاء کی طبقات تحتانیہ مین کیونکہ جسپر وحی بوساطت ملک کے نازل ہو خواہ بمعنی امر ونہی ہو خواہ وحی باخبار مستقبلہ ہو
وہ نبی ہے اگر کوئی شبہہ کرے کہ وحی کبہی بمعنی الہام کے مستعمل ہوتی ہے اور کبہی بمعنی تفہیم اور تعلیم کے آتی ہے جیسا کہ امام رازی نے
تفسیر کبیر مین لکہا ہے پس جائز ہے کہ وحی جو عبارت معالم اور جلالین مین واقع ہے بمعنی الہام کے ہو نہ بمعنی وحی نبوت کے
تو اوسکا جواب یہ ہے کہ اگرچہ وحی چند معانی مین مستعمل ہوتی ہے لیکن وحی جو بوساطت ملک کے ہو وہ مقتضی نبوت ہے
جیسا کہ زرقانی رسالہ الاجوبہ الاسئلہ مین لکہتے ہین قال صاحب فتح الباری الضابط عند الاشعری ان من جاءہ

الملک عن اللہ بحکم من امر او نہی او اعلام بما سیاتی فهو نبی انتہی اور اگر کوئی شبہہ کرے کہ وحی جو عبارت مذکورہ مین واقع ہے
جائز ہے کہ ماول بوحی تدبیر ہو نہ بمعنی وحی حقیقی کے جو مقتضی نبوت ہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ یہ تاویل بلا دلیل ہے اور جو تاویل بلا وجہ
ہو وہ مردود ہے جیسا کہ سیوطی اعلام بحکم عیسی علیہ السلام مین لکھتے ہین قال اہل الاصول التاویل صرف اللفظ عن ظاہرہ لدلیل
فان لم یکن دلیل فلا تاویل انتہی اور اگر کوئی کہے کہ حدیث ابن عمرو سے معلوم ہوتا ہے کہ طبقات تحتانیہ مین مخلوقات غیر مکلفین ہین
پس اون پر وحی حقیقی کیونکر جا سکتی ہے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ حدیث مذکور سے نفی مخلوقات مکلفین نہین نکلتی ہے اور اثر ابن عباس بر
جو لطرق متعددہ معتبرہ مطولا و مختصرا مروی ہے صریح ہے وجود مکلفین مین پس طبقات تحتانیہ مین وحی حقیقی جانے سے کون
مانع ہے الحاصل ظاہر عبارت لغوی و محلی مقتضی اسیکا ہے کہ وہ طبقات تحتانیہ مین وجود انبیاء کے قائل ہین اور تاویل خلاف
اصل ہے اور عبارت آکام المرجان سے بہی صاف معلوم ہے کہ شبلی بہی قائل اس امر کے ہین کہ طبقات تحتانیہ مین انبیاء ہوئے
جیسا کہ عنقریب ذکر آتا ہے **قال البعض** احتمال ہے کہ وجہ تشبیہ اثر ابن عباس مین مشارکت اسمی ہو دون مماثلت معنوی
جیسا کہ قسطلانی و سیوطی نے افادہ فرمایا ہے یا البشریت یا تبلیغ احکام یا ہدایت انام و غیر ذلک اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال
اقول یہ احتمالات ناشیہ بلا دلیل ہین اور مخدوش ہین جملہ نبی کنبیکم سے اسواسطے کہ اس جملہ مین تشبیہ ہے ایک نبی کی ساتھ
ہمارے نبی کے نہ تشبیہ بشر کی پس قطع نظر تشبیہ کے یہ ثابت ہوا کہ اون طبقات مین ایک ایک نبی ہے اور وہ شبیہ ہے
ساتھ ہمارے نبی کی پس اگر تشبیہ مجرد بشریت یا مشارکت اسمی یا ہدایت وغیرہ مین ہو وے نبی کا لفظ بے معنی ہو جائیگا
زیادہ توضیح اسکی یہ ہے کہ نبی کنبیکم سے دو امر ثابت ہین ایک یہ کہ اون طبقات مین ایک ایک شخص موصوف بہ نبوت
ہے دوسرے یہ کہ وہ شخص شبیہ تہے ہمارے نبی کے ہے پس وجہ تشبیہ ایسی بیان کرنا چاہیے کہ صفت نبوت کی بحال خود رہے
اور تشبیہ بہی مستقیم ہو جاوے اور جو وجوہ کہ قسطلانی وغیرہ نے بیان کئی ہین اونمین نبی کی چشم پوشی ہے بیان وجہ تشبیہ مین مشبہ کی
صفت باطل ہوتی ہے اور بعد ثبوت نبوت مشبہ کی لفظ نبی سے تشبیہ ہوگی مگر ختم نبوت مین اسلیے کہ اگر تشبیہ جملہ صفات
محمدیہ مین کیجاوے مثلیت حقیقیہ ثابت ہوتی ہے وہو خلاف الاجماع اور اگر احتمال اسکا پیدا کیا جائیگا کہ نبی سے مراد مطلق
ہادی ہے تو ایسا احتمال تمام آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ مین جو مثبت نبوت انبیاء طبقہ ہذا ہین ساری ہوگا وہو باطل
الحاصل ظاہر سوق حدیث ابن عباس سے وجود انبیاء طبقات تحتانیہ مین او تعدد آدم وغیرہ ثابت ہوتا ہے اور بانضمام عبارت
معالم و جلالین آکام المرجان زیادہ تر اسکو تقویت حاصل ہوتی ہے **قال البعض** احتمال و تجویز وجود خواتم منافی مفہوم
نص قطعی ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین ہے اسلیے کہ مفاد جمع محلی بلام استغراق یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم خاتم تمام انبیاء کے ہین **اقول** حاشا و کلا یہ احتمال منافی نص مذکور کے نہین ہے کیونکہ اواخر انبیاء طبقات تحتانیہ کا
اتحاد زمان یا بعدیت از زمان خاتم الانبیاء ثابت نہین ہے پس ممکن ہے کہ اواخر انبیاء طبقات تحتانیہ ہمارے خاتم انبیاء الاعلام
کے وجود کے پہلے ہوئے ہو اپنی طبقہ کی قصر نبوت کو مکمل کر چکے ہوں بعد ازان ہمارے خاتم نے رونق افروز ہوکے ختم نبوت
مطلقہ کیا **قال البعض** عموم رسالت و بعثت و اطلاق ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدلول نصوص ہے

قطعیہ کا نہیں پس یہ عموم مخصوص مقید ساتھ کسی مانع امکان کے ہے یا نہیں بر تقدیر اول اسکو ثابت کرنا چاہیے اور بر تقدیر
ثانی احتمال تعدد خواتم کا باطل ہوگا کیونکہ وجود خواتم یا زمانہ آنحضرت مین ہوگا یا بعد اسکے یا قبل اسکے صورت اول و
ثانی صریح باطل ہے اسلیے کہ اس صورتمین وہ منجملہ افراد مرسل الیہم کے ہونگے نہ رسول پس خاتم الرسل ہونا کجا اور صورت
ثالث بھی باطل ہے اسواسطے کہ خواتم مفروضہ اسوقت داخل افراد النبیین ہونگے نہ خاتم **اقول** صورت ثالث کے بطلان
کی کوئی وجہ نہین اور داخل ہونا افراد النبیین مین مضر اونکے خاتم ہونیکی نہین ہے اسواسطے کہ خاتم ہر طبقہ کا خاتم اضافی ہے
بہ نسبت انبیاء اپنے طبقہ کے اور وجود اسکا جب ہمارے خاتم پر سابق ہوگا تو اسکی خاتمیت اضافیہ مین کچھ فساد نہوگا
قال البعض خاتم ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی ہے یا اضافی بر تقدیر ثانی اسکو ثابت کرنا چاہیے اور بر شق اول
وجود دو خاتم حقیقی کا علی سبیل الاجتماع عقلاً و نقلاً محال ہے ہر عاقل جانتا ہے کہ اول خاتم حقیقی سلسلہ نبوت کا بلکہ ہر
سلسلہ منتظم کا ایک ہی ہوگا **اقول** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بہ نسبت جملہ انبیا جملہ طبقات ہے اور دعوت
آپکی عام ہے اور خواتم طبقات باقیہ کا خاتم ہونا اضافی ہے دو خاتم حقیقی کے مجتمع ہونیکا کون قائل ہے تفصیل مقام یہ ہے
کہ تعدد خاتم کی چند صورتین ہین ایک خاتم حقیقی علی سبیل الاطلاق کا متعدد ہونا علی سبیل الاجتماع یہ صورت محال ہے
عقلاً اور نصوص بھی اسکے استحالہ پر قائم ہین اور کوئی اسکے جواز کا قائل نہین دوسرے
خاتم اضافی کا متعدد ہونا اس صورت کے جواز مین شبہہ نہین تیسرے تعدد [illegible] اسطرح پر کہ ایک اضافی ہو اور ایک حقیقی
یہ صورت بھی جائز ہے بلکہ اس طبقہ مین بھی واقع ہے اسواسطے کہ حضرت عیسی علی نبینا و علیہ السلام خاتم انبیا بنی اسرائیل
ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم خاتم حقیقی جمیع انبیاء ہوئے ہین جب یہ امر ممہد ہو چکا اب سمجھنا چاہیے کہ تعدد خواتم
بحسب تعدد طبقات سے یہ نہین لازم کہ سب خاتم حقیقی ہون تا اوسکے محال ہونیکا عقلاً و نقلاً فتوی دیا جاوے اور نہ یہ لازم کہ
سب خاتم اضافی ہون تا لازم آوے کہ ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اضافی ہو وہو باطل بلکہ صورت ثالثہ
بھی محتمل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم خاتم حقیقی جملہ انبیاء جملہ طبقات کے ہین اور ہر طبقہ تحتانیہ کے آخر خاتم
اضافی [illegible] اپنے طبقہ کے ہون جیسا کہ اس طبقہ مین حضرت عیسی کی نسبت [illegible] خاتم الانبیا کہی ہین پس وجود
اس صورت کے [illegible] خواتم کو کہ جملہ بنی [illegible] سے مستفاد ہے باطل کہنا خلاف انصاف علما ہے اور زیادہ تفصیل اس بحث کی
عنقریب [illegible] ہے **قال البعض** قول ابن عباس کا کسی یہودی سے ماخوذ ہے اسوجہ سے کہ ابن عباس قائل ہین کہ
اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو [illegible] دی ہے اور اس قول سے اونکے خلاف اس امر کا معلوم
ہوتا ہے **اقول** صحابہ [illegible] قسم کی تھی بعض [illegible] اسرائیلیات سے اخذ کرتی تھی جیسے عبد اللہ بن عمرو بن العاص
اور بعض اس سے اجتناب کرتی تھی بلکہ فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے اخذ کرتی تھی مثل ابو ہریرہ جیسا کہ صحیح بخاری
وغیرہ مین تصریح ہے اور مثل ابو الدرداء کی جیسا کہ سیوطی نے اپنی رسالہ بزوغ الہلال فی الخصال الموجبۃ للظلال مین تصریح
کی ہے اور مثل عمر و ابن عباس وغیرہ جیسا کہ سخاوی فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث مین لکھتے ہین قد منع عمر

كعبا عن التحديث بما في الكتب المتقدمة فاما لا تتبر كنه او لا يحتنك بامر من الفروة واصح منه قول ابن عباس لو ولدوا فقد
كتابنا وقال انه لا حاجة بنا الى غير نبيك ولذا نهى عنه مثل ابن مسعود وغيره من الصحابة انتهى اور صحیح بخاری مین موجود ہے کہ حضرت
ابن عباس کتب اہل کتاب سے روایت کرنے سے منع فرماتے تھے غرض عبارت اوسکی منکر ہوگی پس احتمال اس کا کہ ابن عباس نے
اس قول کو کسی یہودی سے اخذ کیا باطل ہے اور اس اثر سے منقولیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی نبی سے یا مساوات
آپ کے ساتھ کسی نبی کی ہرگز نہین مفہوم ہوتی ہے تا کہ یہ حدیث مخالف اعتقاد ابن عباس ہو کیونکہ تشبیہ مین مساوات
طرفین شرط نہین ہے اور نہ افضلیت مشبہ تشبیہ مین سمجھی جاتی ہے یہی لفظ نبی کنبیکم سے نہین مستفاد ہے کہ ہر طبقہ مین ایک
ایک نبی مماثل آنحضرت کے یا آپ سے افضل ہے بلکہ اسیقدر مفہوم ہوتا ہے کہ ہر طبقہ مین ایک نبی مشابہ آنحضرت کے ہے اور مشابہت
مین اتحاد جمیع صفات کمالیہ مین لازم نہین پس ہوسکتا ہے کہ ہر طبقہ کا نبی خاتم سلسلہ نبوت ہو ساتھ آنحضرت کے
مجرد ختم مین تشبیہ دیا گیا ہو اگرچہ دونو ختمو نمین تفاوت ہو **قال البعض** کلمہ نبیکم کلمہ ارتداد ہے کیونکہ اس سے حلول
ہوتا ہے کہ وہ نبی تمہارے ہین ہمارے نہین پس ایسا قول ابن عباس نہین کہہ سکتے بلکہ کسی یہودی کا قول ہوگا **اقول** سبحان اللہ
کیا لغو بات ہے مضحکہ ہر صغیر وکبیر ہے اسقدر بھی معلوم نہین کہ کلمہ نبیکم سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ وہ نبی ہمارے نہین جیسے کسی نے کہا
ہذا اخو زید اس سے یہ کب مستفاد ہوتا ہے کہ وہ فقط زید کا بھائی ہے اور کسی کا بھائی نہین اور یہ کلمہ صحابہ مین شائع و ذائع تھا
صحیح مسلم مین ابن مسعود سے مروی ہے من سره ان یلقی الله غدا مسلما فلیحافظ علی هولاء الصلوات الخمس حیث ینادی بهن فان الله
شرع لنبیکم سنن الهدی وانهن من سنن الهدی ولو انکم صلیتم فی بیوتکم کما یصلی هذا المتخلف فی بیته لترکتم سنة نبیکم
ولو ترکتم سنة نبیکم لضللتم اور بھی صحیح مسلم مین حضرت عمر سے مروی ہے اما ان نبیکم صلی الله علیه وسلم قال ان الله
یرفع بهذا الکتاب اقواما ویضع به آخرین اور بھی صحیح مسلم مین ابو حسان [illegible] سے مروی ہے قال قیل لابن عباس ان هذا الامر
قد تفشغ بالناس ان من طاف بالبیت فقد حل الطواف عمرة فقال ابن عباس سنة نبیکم وان رغمتم اور صحیح بخاری مین
ابن عباس سے مروی ہے قال یا معشر المسلمین کیف تسألون اهل الکتاب عن شیء وکتابکم الذی انزل الله علی نبیکم احدث الاخبار
بالله اور ابو نعیم حلیة الاولیاء مین معاذ بن جبل سے روایت کرتے ہین قال من سره ان یلقی الله آمنا فلیأت الصلوات
الخمس حیث ینادی بهن فانهن من سنن نبیکم ولا یقل ان لی مصلی فی بیتی [illegible] فانکم ان فعلتم ذلک ترکتم سنة نبیکم ولو ترکتم
سنة نبیکم لضللتم اور ابن حجر اصابہ فی احوال الصحابہ مین لکھتے ہین [illegible] اسمعیل [illegible] عن انس لو بقی ابراهیم ابن رسول الله لکان
نبیا ولکن لم یکن لیبقی فان نبیکم آخر الانبیاء پس اگر کلمہ نبیکم کلمہ ارتداد ہوتا حضرت عمر و ابن مسعود و ابن عباس و معاذ و انس
اسکے ساتھ تکلم نہ فرماتے **قال البعض** اگر ابن عباس [illegible] کر موسی کا نہین ہے [illegible] بل مفضول [illegible]
قائل اسکا یہودی ہو تو البتہ وجہ ترک ذکر موسی کے یہ ہوسکتی ہے کہ بزعم یہود [illegible] ہین ورنہ یہ کب
ہوسکتا ہے کہ آنحضرت کے چہ مثل موجود ہون اور مثل موسی کا ایک بھی نہو پس ثابت ہوا کہ اسکو ابن عباس نے کسی یہودی سے
اخذ کیا **اقول** ابن جریر وغیرہ نے اس حدیث کو یون روایت کیا ہے قال ابن عباس فی کل ارض مثل ابراهیم ونحو ما علی الارض من الخلق

اور ابن حجر نے فتح الباری مین کہا اسناده صحیح اور کلمہ علی الارض کا عام ہی پس معلوم ہوا کہ مثل موسی بھی ان طبقات مین
ہوگا اور یہی کہینگے عیسیٰ کعیسیٰ نوح کنوح سے یہی نہین سمجھنا چاہیے کہ ہر طبقہ مین ایک ایک نبی مانند ان انبیا کی جمیع صفات
کمالیہ مین تھی تا نہ ذکر کرنا ہوگا دلالت کرے کہ یہ قول موید ہے بلکہ اسقدر مفہوم ہوتا ہی کہ ہر طبقہ مین ایک نبی مانند
ان انبیا کے تھے اگرچہ مشابہت بعض صفات مین ہو **قال البعض** یہ حدیث ابن عباس مخالف قرآن ہی کیونکہ
حق تعالیٰ ارشاد کرتا ہی ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور خبر آحاد مخالف قرآن کا باطل ہی **اقول** حدیث اگر مثبت اس
امر کے ہو کہ ہر طبقہ مین ایک ایک نبی آنحضرت کے زمانہ مین صاحب شرع جدید اور نبی مستقل تھا تو البتہ مخالف ہوگی حالانکہ
یہ امر اوس سے مستفاد نہین بس جائز ہے کہ وہ اخر سلاسل تا زمانہ آنحضرت کے یا انکے قبل گذرے ہون یا آنحضرت کے زمانے مین ہون لیکن متبع
شریعت محمدیہ کے ہو ہون کیونکہ بعد آنحضرت کے یا زمانے مین آنحضرت کے کسی نبی کا ہونا محال نہین بلکہ صاحب شرع جدید ہونا البتہ
ممتنع ہی چنانچہ ملا علی قاری رسالہ موضوعات مین زیر حدیث لو عاش ابراہیم لکان نبیا کے لکھتے ہین ای لو عاش لکان من اتباعہ
کعیسی وخضر والیاس فلا ینافی قولہ تعالیٰ خاتم النبیین اذ المعنی انہ لا یاتی بعدہ نبی ینسخ ملتہ انتہی اور حافظ ابن حجر نے
فی احوال الصحابہ مین لکھتے ہین استدل بعضہم علی موت الخضر بقولہ علیہ السلام لا نبی بعدی وابسط ابن حیۃ القول فی ذلک ہو وتعقب
بعیسی بانہ نبی قطعا وثبت انہ ینزل الی الارض فی آخر الزمان ویحکم بشریعۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فوجب حمل النفی علی انشاء النبوۃ
لکل احد من الناس لا علی نفی وجود نبی کان قد نبی قبل ذلک انتہی **قال البعض** اہل اسلام کا یہ قول ہی کہ طبقات زمین کے
باہم متصل ہین اور اس اثر سے معلوم ہوتا ہی کہ طبقات جدا جدا ہین پس یہ اثر باطل ہی **اقول** اتصال طبقات زمین مذہب
علمائے ہیئت کا ہی اور وہ مردود ہی ساتھ احادیث صحیحہ کے کہ دلالت کرتی ہین انفصال پر جامع ترمذی مین ابو ہریرہ سے
مروی ہی قال کنا جلوسا مع رسول اللہ فمرت سحابۃ فقال اتدرون ما ہذہ قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ہذہ یسوقہا اللہ الی اہل بلد
لا یعبدونہ ولا یشکرونہ ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال فوق ذلک موج مکفوف وسقف
محفوظ ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال فوق ذلک سماء ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ
اعلم قال فوق ذلک سماء بینہما مسیرۃ خمسمائۃ عام حتی عد سبع سموات قال ہل تدرون ما تحتہا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ارض اخری
بینہما مسیرۃ خمسمائۃ عام حتی عد سبع ارضین بین کل ارضین مسیرۃ خمسمائۃ عام انتہی مختصرا اور اسی طرح روایت کیا ہی اسحق بن راہویہ بزار و
ابو الشیخ وابن مردویہ وبیہقی نے الغرض پس بمقتضائے ان احادیث صحیحہ کے اہل اسلام کا یہ اعتقاد ہی کہ ہر طبقہ زمین دوسرے طبقہ سے جدا ہی اور
ہر طبقہ سے دوسرے طبقہ تک پانسو سال کی راہ ہی اور جو بعض اہل اسلام اتصال طبقات کے قائل ہوے اونکو یہ حدیثین نہین
پہونچین ورنہ کبھی ایسی بات نہ کہتے پس قول اونکا مردود ہی اور صحیح وہی ہی جو احادیث سے ثابت ہی جیسا کہ فتح الباری وغیرہ مین مصرح
ہی پس قول مردود کو اختیار کرکے ایک حدیث صحیح کو مردود کرنا کمال جرأت نفسانی ہی اور بعض عوام کہتے ہین کہ اگر زمین کے
طبقات جدا جدا ہون اور ایک دوسرے کے نیچے ہووے تو طبقات تحتانیہ مین آفتاب و ماہتاب کی روشنی کیونکر پہونچتی
ہوگی اور ہمیشہ وہان تاریکی رہتی ہوگی اور یہ خلاف عقل ہی اسکا جواب یہ ہی کہ حکمائے اسلام طبقات کی کیفیت مین مختلف ہین

بعضے کہتے ہیں کہ ہر طبقہ زمین کا کروی ہے اس صورت میں البتہ ارباب طبقات تحتانیہ آسمان و ماہتاب و آفتاب کو دیکھتے ہونگے
لیکن ہر طبقہ میں حق جل شانہ نے ایک قسم کی روشنی پیدا کر دی ہے کہ اوس سے وہ مستفید ہوتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ زمین
کے طبقات کروی نہیں ہیں بلکہ [illegible] آفتاب کی روشنی ہر طبقہ تک پہنچتی ہے چنانچہ سلیمان جمل حاشیہ
تفسیر جلالین میں لکھتے ہیں فی مشاہدتہم السماء و استمدادہم [illegible] انہم یشاہدون السماء من کل جانب من ارضہم
ویستمدون الضیاء منہا قال ابن عادل ہذا قول من جعل الارض مبسوطۃ الثانی انہم لا یشاہدون السماء وان اللہ خلق لہم ضیاء
یشاہدونہ قال ابن عادل وہذا قول من جعل الارض کریۃ انتہی **قال البعض** بر تقدیر صحت حدیث ابن عباس کے لازم
آتا ہے کہ اس طبقہ میں دو آدم ہوں اسلیے کہ عموم کل ارض سے اس ارض کو بھی یہی چاہیے کہ اس ارض میں ایک آدم مثل
آدم ہمارے لیکن لازم باطل ہے پس حدیث مذکور باطل ہے **اقول** مراد کل ارض سے ہر طبقہ زمین کا ہے طبقات تحتانیہ سے اور یہ طبقہ
کل ارض سے بدلالت عقل خارج ہے جیسے عموم واللہ علی کل شیء قدیر سے ذات حق جل شانہ کہ شیء میں داخل ہے خارج ہے بدلالت
عقل **قال البعض** حدیث مخالف اجماع اہل اسلام کے ہے کیونکہ اہل اسلام کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل المخلوقات
ہیں **اقول** بلا شک ذات آنحضرت کی افضل المخلوقات ہے لیکن اس حدیث سے کب اوسکے خلاف ثابت ہے تا اوسکا بطلان
لازم آوے اسواسطے کہ تشبیہ نبی کی نبیکم میں جملہ صفات کمالیہ محمدیہ میں نہیں ہے الی ہہنا تم الکلام علی من فرط وافرط باتباع الہوی
ذلک مبلغہم من العلم ان ربک ہو اعلم بمن ضل عن سبیلہ وہو اعلم بمن اہتدی **اب** صاحب کشف الالتباس کے شبہات کا جواب دیتا ہوں
اور اونکی خدشات کو مرتفع کرتا ہوں **قال** اما بعد اس قرب زمان میں ایک فتوی اثبات وجود انبیاء وغیرہ ہر طبقہ زمین میں
اور نفی شمول دعوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نسبت اہل طبقات دیگر منسوب بجانب جناب ابو الحسنات **محمد عبد الحی**
لکھنوی کے دیکھا گیا اوس سے ثابت ہوا کہ مجیب صاحب نے امور مذکورہ کا دعوی صرف باعتبار اس کے کیا ہے کہ اثر ابن عباس تفسیر
آیہ کریمہ ومن الارض مثلہن بلفظ قال ابن عباس وارد ہے اوسکو محدثین نے صحیح کیا ہے لاجرم بعد اثر مذکور سے ثابت ہوا کہ
جسطرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم خاتم الرسل اس طبقہ میں ہیں اسیطرح سے ایک ایک خاتم ہر طبقہ میں ہے لیکن وہ
خاتم مثل اس خاتم کے نہیں ہے **اقول** نسبت کرنا نفی شمول دعوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نسبت اہل دیگر طبقات
طرف جواب فقیر کے افترا محض ہے کمال [illegible] مضمون میں ہے ملخص جواب سابق کا اسیقدر ہے کہ اثر مذکور صحیح ہے اور
طبقات باقیہ میں [illegible] خاتم [illegible] ثابت ہے لیکن وہ خواتم مثل ہمارے خاتم کے نہیں ہیں اس سے یہ معلوم ہوتا ہے
کہ ہمارے خاتم کی خاتمیت مختص ساتھ اس طبقہ کے ہے اور چونکہ اثر ابن عباس وجود سلاسل نبوت ہر طبقہ میں ثابت ہے اور سلسلہ
کے واسطے ایک آخر ضرور ہے بنا علیہ میں نے خواتم کا اطلاق کیا یعنی خواتم اضافیہ کہ ہر ایک اپنے ایک کے بعثت نبویہ انتہائی
طبقہ کو خاص ہے اور ہر ہر طبقہ میں جو ہیں سو آخر الانبیاء کی نبوت مستقلہ ہو کیونکہ یہ امر کسی دلیل سے ثابت نہیں اور اس
رائے اس طرف ہرگز مائل نہیں جو میری طرف اس کو نسبت کرے وہ مفتری ہے **قال** مانحن فیہ میں یہ امر بالتحقیق کہ نہ اثر مذکور
بقاعدہ کہ اصول حدیث صحیح ہے اور نہ اثبات وجود انبیاء وغیرہ ہر طبقہ میں صحیح ہے اور نہ اوسپر خاتم وغیرہ ہو سکتے ہیں

ہو سکتی ہے کہ ایک ایک خاتم ہر طبقہ مین ہو تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اثر مذکور بالفاظ مختلفہ حضرت عبد اللہ بن عباس
سے وارد ہے ایک تو روایت ابن جریر طبری مفسر ہے عن شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن عباس قال فی کل ارض
مثل ابرہیم ونحو ما علی الارض من الخلق قال ابن حجر ہکذا اخرجہ مختصرا و اسنادہ صحیح اور لفظ نحو ما علی الارض سے معلوم
ہوتا ہے کہ طبقہ زمین میں جن والنس و دواب وغیرہ موجود ہین جیسا کہ اس عالم مین ہین لہذا حضرت مجیب جو عبارات
بدائع الدہور وغیرہ سے ثابت کرتے ہین کہ مخلوقات طبقات باقیہ اس مخلوقات کے صنف سے نہین ہے وہ بظاہر مخالف اس اثر
کی ہے **اقول** بدائع الدہور وغیرہ مین سکان طبقات باقیہ کا انحصار ان اقوام مین جنکا ذکر کیا ہے نہین کیا ہے
تا مخالفت ساتھ اس اثر کے لازم آوے **قال** دوسری روایت حاکم اور بیہقی کی ہے اور کہا بیہقی نے اسناد اوسکی صحیح ہے
مگر بغایت شاذ ہے پس یہ اثر بقاعدہ اہل فن حدیث کی قابل احتجاج نہین بچند وجہ اول یہ کہ حدیث مذکور حسب اقرار
مجیب اور قرار دادہ بیہقی و ابن حجر و سیوطی کے شاذ ہے اور حدیث شاذ لائق احتجاج نہین ابن ابی شریف خلاصہ مصطلح
اصول حدیث مین لکھتے ہین الشاذ ہو ما لیس لہ الا اسناد واحد شذ بہ شیخ ثقۃ او غیر ثقۃ فما کان من غیر ثقۃ فمتروک
وما کان من ثقۃ فیتوقف فیہ ولا یحتج بہ **اقول** اگر مراد یہ ہے کہ بعض افراد حدیث شاذ کی قابل احتجاج کے نہین تو صحیح ہے لیکن
مفید نہین کیونکہ حدیث مذکور بعض دیگر سے ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ ہر شاذ قابل احتجاج نہین تو غلط اور مخالف کتب
اصول حدیث کے ہے محدثین تصریح اس امر کی کرتے ہین کہ شاذ کبھی مقبول ہوتی ہے اور کبھی مردود تفصیل اسکی جیسا کہ مقدمۂ
ابن الصلاح مین مصرح ہے یہ ہے کہ جب کوئی راوی متفرد ہو ساتھ کسی حدیث کی پس اگر روایت اوسکی مخالف ہے دوسرے راوی
احفظ و اوثق کی اس صورت مین وہ شاذ مردود ہوگی اور اگر مخالفت نہو بلکہ مجرد تفرد ہو پس اگر متفرد فی نفسہ حافظ
ثقہ عدل ہو روایت اوسکی مقبول ورنہ شاذ صحیح ہوگی اور اگر مراتب واہ حسن مین ہو حدیث اوسکی شاذ حسن ہوگی اور اگر درجات
رواۃ صحیح و حسن سے بعید ہو اس صورت مین شاذ منکر ہوگی اور حضرت معترض نے جو تعریف شاذ کی اور حکم اوسکا رسالہ ابن ابی شریف سے نقل کیا اوسکی کیفیت
یہ ہے کہ یہ تعریف شاذ کی خلیلی سے منقول ہے مگر ارباب تحقیق کے نزدیک مخدوش ہے کیونکہ اس تعریف پر لازم آتا ہے کہ متفردات ثقات کی مقبول
نہون حالانکہ صحاح ستہ مین بہت افراد ثقات ہین کہ وہ ائمہ کے مستند ہین حافظ زین الدین عراقی شرح الفیۃ الحدیث
مین لکھتے ہین اختلف اہل العلم بالحدیث فی صفۃ الحدیث الشاذ فقال الشافعی لیس الشاذ ان یروی الثقۃ ما لا یروی غیرہ انما
الشاذ ان یروی الثقۃ حدیثا یخالف ما روی الناس حکاہ ابو یعلی خلیلی عن جماعۃ من اہل الحجاز نحو ہذا وقال الحاکم ہو الحدیث
الذی یتفرد بہ ثقۃ من الثقات ولیس لہ اصل متابع لذلک الثقۃ فلم یشترط الحاکم فیہ مخالفۃ الناس وقال ابو یعلی الخلیلی الذی علیہ
حفاظ الحدیث ان الشاذ ما لیس لہ الا اسناد واحد یشذ بذلک ثقۃ کان او غیر ثقۃ فما کان غیر ثقۃ فمتروک لا یقبل وما کان
من ثقۃ یتوقف فیہ ولا یحتج بہ فلم یشترط الخلیلی فی الشاذ تفرد الثقۃ بل مطلق التفرد ورد ابن الصلاح ما قال الحاکم والخلیلی
بافراد الثقات الصحیحۃ فقال ابن الصلاح اما ما حکم الشافعی علیہ بالشذوذ فلا اشکال فی انہ شاذ غیر مقبول واما ما حکیناہ
عن غیرہ فیشکل بما یتفرد بہ العدل الضابط الحافظ کحدیث انما الاعمال بالنیات واوضح من ذلک فی ذلک حدیث ابن دینار

عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہی عن بیع الولاء وہبتہ تفرد بہ عبد اللہ بن دینار وحدیث مالک عن الزہری

عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دخل مکۃ وعلی راسہ المغفر تفرد بہ مالک عن الزہری فکل ہذہ مخرجۃ فی الصحیحین

مع انہ لیس لہا الا اسناد واحد تفرد بہ ثقۃ وقد قال مسلم للزہری نحو تسعین حرفا یرویہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یشارکہ

فیہا احد باسانید جیاد قال فہذا الذی ذکرناہ وغیرہ من مذاہب ائمۃ الحدیث یبین لک انہ لیس الامر فی ذلک علی الاطلاق

الذی اتی بہ الخلیلی والحاکم بل الامر فی ذلک علی تفصیل نبینہ فنقول اذا انفرد الراوی بشیء نظر فیہ فان کان ما انفرد بہ مخالفا لما

رواہ من ہو اولی منہ بالحفظ لذلک واضبط کان ما انفرد بہ شاذا مردودا وان لم یکن فیہ مخالفۃ لما رواہ غیرہ وانما ہو امر رواہ

ہو ولم یروہ غیرہ فینظر فی ہذا الراوی المنفرد فان کان عدلا حافظا موثوقا باتقانہ وضبطہ قبل ما انفرد بہ ولم یقدح الانفراد فیہ وان لم یکن ممن

یوثق بحفظہ واتقانہ لذلک الذی انفرد بہ کان انفرادہ بہ خارما لہ مزحزحا لہ عن حیز الصحیح ثم ہو بعد ذلک دائر بین مراتب متفاوتۃ

فان کان المنفرد بہ غیر بعید عن درجۃ الحافظ الضابط المقبول تفردہ استحسنا حدیثہ وان کان بعیدا من ذلک رددنا ما انفرد

بہ وکان من قبیل الشاذ المنکر انتہی آگے قاضی بدر الدین بن جماعہ بعد نقل کلام ابن صلاح کے لکھتے ہیں ہذا التفصیل حسن نفیس انتہی اور مولانا

اکرم بن عبد الرحمن امعان النظر شرح نخبۃ الفکر میں لکھتے ہیں ان استقراء موارد استعمالہم المنکر والشاذ یدل علی ان المنکر والشاذ

لا یلزم ان یکون حدیثا مردود الروایۃ انتہی ہرگاہ ان عبارات سے یہ امر واضح ہوگیا کہ مطلق شاذ کو مردود کہنا جیسا کہ خلیلی نے

نقل کیا غلط ہے بلکہ شاذ کبھی مقبول ہوتی ہے اور کبھی مردود پس اب سمجھنا چاہیے کہ اخرج میں علت شذوذ مجرد تفرد مسلم بن صبیح

ابو الضحی ہے نہ مخالفت ثقہ دیگر اور وہ فی نفسہ ثقہ ہے پس یہ حدیث شاذ مقبول ہوگی اور اگر شاذ مردود بھی ہوتی تو بیہقی کا اوپر حکم

شذوذ کے حکم صحت کا مندفع نہ تھا کیونکہ صحت مصطلح اہل حدیث میں سلامت عن العلل والشذوذ شرط ہے کما لا یخفی علی من

طالع المختصرات فضلا عن المطولات **قال** دوم یہ کہ اثر مذکور اگرچہ تفسیر صحابی قرار دیا جاوے تو وہ حکم حدیث سے توقف کا

رکھتا ہے اور حدیث موقوف نزدیک اہل فن کے حجت نہیں **اقول** قول صحابی کا ایسے امور میں کہ جن میں رائے اور اجتہاد کو

مداخلت نہو جیسے اخبار بدء خلق و قصص انبیاء وغیرہ نزدیک محدثین کے حکم مرفوع میں ہے حافظ ابن حجر شرح نخبۃ الفکر میں

لکھتے ہیں مثال المرفوع من القول حکما لا تصریحا ان یقول الصحابی ما لا مجال للاجتہاد فیہ ولا لہ تعلق ببیان لغۃ او شرح غریب کالاخبار عن

الامور الماضیۃ من بدء الخلق واخبار الانبیاء او الآتیۃ کالملاحم والفتن واہوال یوم القیامۃ وانما کان لہ حکم المرفوع لان اخبارہ بذلک یقتضی

مخبرا لہ اذ لا مجال للاجتہاد فیہ ولا موقف للصحابۃ الا النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی اور ابن حجر کتاب النکت علی ابن الصلاح میں

ما قالہ الصحابی مما لا مجال للاجتہاد فیہ فحکمہ الرفع کالاخبار عن الامور الماضیۃ من بدء الخلق وقصص الانبیاء وعن الامور الآتیۃ کالملاحم

والفتن وصفۃ الجنۃ والنار والاخبار عن عمل یحصل بہ ثواب مخصوص او عقاب مخصوص انتہی ان عبارات سے واضح ہوا کہ

انہی مسائل میں سے ہے کہ جن میں تفسیر صحابی متعلق ہے تاریخ اور ساتھ حکم مرفوع میں ہے اور دیگر غلط ہے

فی شرح جامع ترمذی ہیں اور ابو بکر بن العربی فی شرح ترمذی ہیں اور امام فخر الدین رازی محصول میں

تصریح کی ہے پس بنا علی ہذا اثر ابن عباس جو متعلق ہے ساتھ بدء خلق و قصص انبیاء کے حکم مرفوع میں ہوگا اور قول ابن عباس کا

آدم کا دیکھم الخ یعنیہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا سمجھا جاویگا اگر یہ شبہ ہوو کہ قول ہر صحابی کا مالا یعقل میں حکم
مرفوع میں نہیں ہی بلکہ اوس صحابی کا جو اسرائیلیات سے اخذ نہیں کرتا ہی اور ابن عباس اسرائیلیات سے اخذ کرتے تھے پس انکا
قول حکم مرفوع میں نہو گا تو اوسکو یون دفع کرنا چاہیے کہ یہ قید اگرچہ ابن حجر وغیرہ نے ذکر کی ہی لیکن سخاوی نے شرح الفیۃ الحدیث
مین اوسکو مقدوح کر دیا اور اس کو اختیار کیا کہ قول صحابی مالا یعقل مین خواہ وہ صحابی آخذ عن الاسرائیلیات ہو یا نہو حکم مرفوع
مین ہی عبارت انکی یہ ہی قال ابن العربی فی القبس اذا قال الصحابی قولا لا یقتضیہ القیاس فانہ محمول علی المسند الی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ومذہب مالک وابی حنیفۃ انہ کالمسند انتہی وہو ظاہر من احتجاج الشافعی فی الجدید بقول عائشۃ فرضت الصلوۃ رکعتین رکعتین حیث
اعطاہ حکم المرفوع لکونہ مما لا مجال للرای فیہ ومن الادلۃ للاظہر ان اباہریرۃ حدث کعب الاحبار بحدیث فقدت امۃ من بنی اسرائیل لا یدری
ما فعلت فقال لہ کعب وانت سمعت ہذا من رسول اللہ قال نعم وتکرر ذلک مرارا فقال لہ ابوہریرۃ افاقرأ التوراۃ اخرجہ البخاری فی بدء الخلق
من صحیحہ قال شیخنا ابن حجر فیہ ان اباہریرۃ لم یکن یاخذ عن اہل الکتاب وان الصحابی الذی یکون کذلک اذا اخبر بما لا مجال للرای فیہ یکون
للحدیث حکم الرفع انتہی وہذا یقتضی تقیید الحکم بالرفع بصدورہ عمن لم یاخذ عن اہل الکتاب وقد صرح شیخنا بذلک فی مسئلۃ تفسیر الصحابی
وسبقہ شیخہ لہذا التقیید قلت فی ذلک نظر فانہ یبعد ان الصحابی المتصف بالاخذ عن اہل الکتاب یسوغ حکایۃ شیء من الاحکام الشرعیۃ التی
لا مجال للرای فیہا مستندا لذلک من غیر عزو مع علمہ بما وقع فیہ من التبدیل والتحریف بحیث سمی عبد اللہ بن عمرو بن العاص صحیفتہ
بالنبویۃ الصادقۃ احترازا عن الصحیفۃ الیرموکیۃ ولکونہ فی مقام التبلیغ للشریعۃ المحمدیۃ فحاشاہم من ذلک انتہی اور ایسا ہی شیخ الاسلام ابو یحیی زکریا
الانصاری نے فتح الباقی شرح الفیۃ العراقی مین اختیار کیا عبارت انکی یہ ہی ما اتی عن صحابی موقوفا علیہ حیث لا مجال من قبل الرای بان
لا یکون للاجتہاد فیہ مدخل حکمہ الرفع وان احتمل اخذ الصحابی عن اہل الکتاب تحسینا للظن انتہی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ قول صحابی کا
مالا یعقل مین جبتک تصریح اخذ عن اہل الکتاب کے وارد نہو حکم مرفوع مین ہی اگرچہ وہ صحابی آخذ عن الاسرائیلیات ہو پس ما نحن فیہ مین قول
ابن عباس حکم مین قول رسول اللہ کے سمجھا جاویگا اور اگر تسلیم کیا جاوی کہ قول اوس صحابی کا جو اسرائیلیات سے اخذ کرتا ہو حکم مرفوع مین نہین
ہی تو بھی کچھ ضرر نہین کیونکہ ابن عباس اون صحابہ سے ہین کہ اخذ عن کتب بنی اسرائیل کو بد جانتے تھے اور اونسے اخذ نہین کرتے تھے کما سیاتی تفصیلہ عنقریب

فائدہ بعض ناظرین کہتے ہین کہ یہ قول ابن عباس کا اثر ہی حدیث نہین اسوجہ سے مقبول نہو گا اور یہ نہین سمجھتے ہین کہ حدیث اصطلاح محدثین مین
عام ہی قول رسول و قول صحابی و قول تابعی سے جیسا کہ سیوطی تدریب الراوی شرح تقریب النواوی مین لکھتے ہین قال الطیبی الحدیث
اعم من ان یکون قول الرسول علیہ الصلوۃ والسلام والصحابی والتابعی وفعلہم وتقریرہم انتہی اور زیادہ تفصیل اس کی ہمارے رسالہ
رسالہ تسکین شریف مین ہی جسکا نام ظفر الامانی فی [illegible]
اس حدیث مین حجت نہین چنانچہ بستان المحدثین وغیرہ مین لکھا ہی کہ بسیار از احادیث ہستند کہ حاکم حکم بصحت آن نمودہ و مثل احادیث
صحیحہ نگاشتہ و علمای اجلہ تخطیۂ اش کردند و لہذا ذہبی گفتہ حلال نیست کسی را کہ بتصحیح حاکم غرہ شود تا وقتیکہ تعقبات و
تحقیقات من ... **اقول** تنہا تصحیح حاکم کا نہ معتبر ہونا اس مقام پر کیا ضرر کریگا اسواسطے کہ بیہقی نے بھی حکم صحت اسناد مین موافقت
التقان ... بیہقی نے خود موافقت حاکم کی کی ہے اگر مختصر ہو علی شرط البخاری ومسلم اور مطول کو حسن الاسناد کہا جیسا کہ انکی تلمیذ نے

یعنی ابو البقاء محمد بن عبد اللہ بدر الدین شبلی نے آکام المرجان میں نقل کیا اور ارباب کشف کے نزدیک بھی یہ حدیث صحیح صادق ہے جیسا کہ
بحر العلوم شرح مثنوی مولانا رومی میں دفتر اول میں لکھتے ہیں مراد از ارض اللہ واسعۃ ارضی ہست کہ شیخ اکبر در باب ہشتم از فتوحات
ذکر کردہ اند و این ارض مخلوق ہست از قدر بقیہ ششم از طین باقی ماندہ از طینے کہ آدم از ان مخلوق شدہ و درین ارض عالمی
پیدا کردہ است اللہ تعالیٰ بر صورہاے عالم ما از ابن عباس منقول ہست کہ دران مثل این خلق ہست تا اینکہ مثل ابن عباس ہست شیخ اکبر گفتہ کہ این
روایت صادق ہست نزد اہل کشف انتہی **قال** تیسری یہ کہ قوت اس اثر کی جو اوسکی سند میں ہے شذوذ اور عدم متابعت سے
دور ہو جاتی ہے اور حدیث مذکور منکر سمجھی جاتی ہے **اقول** حدیث منکر مطلقاً مردود نہیں ہے بلکہ بعض منکر حسن ہے اور بعض
صحیح اور بعض مردود جیسا کہ مقدمہ ابن الصلاح میں ہے الصواب فیہ التفصیل الذی بیناہ آنفا فی شرح الشاذ انتہی **قال**
پانچویں یہ کہ صحت اسناد حدیث سے صحت متن حدیث لازم نہیں آتی کیونکہ اکثر ایسے احادیث ہیں کہ اوسکی اسناد صحیح ہیں
اور اوسکی متن میں شذوذ یا علت واقع ہے کہ صحت حدیث سے مانع ہے اور یہ اثر بباعث شذوذ و عدم متابعت کے اسی طرح ہے
اسی واسطے قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے فقیہ انہ لا یلزم من صحۃ الاسناد صحۃ المتن کما ہو معروف عند اہل الشان
فقد یصح الاسناد ویکون فی المتن شذوذ او علۃ تقدح فی صحتہ ومثل ہذا لا یثبت بالحدیث الضعیف وقال فی البدایۃ ہذا محمول
ان صح نقلہ علی ابن عباس انہ اخذہ من الاسرائیلیات اور اسی طرح سخاوی نے مقاصد حسنہ میں لکھا ہے حدیث الارضون سبع فی کل ارض
من الخلق مثل ما فی ہذہ حتی آدم کآدمکم وابراہیم کابراہیمکم وہو محمول ان صح نقلہ عن ابن عباس علی انہ اخذ من الاسرائیلیات ای اقاویل
بنی اسرائیل مما ذکر فی التوراۃ واخذ عن علمائہم ومشائخہم کما فی شرح النخبۃ وذلک وامثالہ اذا لم یخبر بہ معصوم ویصح سندہ
الیہ فہو مردود علی قائلہ پس لفظ ومثل ہذا لا یثبت بالحدیث الضعیف اور لفظ ہذا ان صح پر غور فرمایئے اور سمجھ لیجیے کہ
سخاوی و قسطلانی او صاحب بدایہ صحت اس حدیث کے قائل نہیں ہیں **اقول** اس مقام پر چند طرح کا کلام ہے **اول** یہ کہ اگرچہ صحت
اسناد صحت متن کو مستلزم نہیں او حکم صحت اسناد سے حکم صحت متن لازم نہیں مگر جب حافظ معتمد ایک حدیث کو
صحیح الاسناد کہدے اور اوسمیں کوئی علت بیان نہ کرے تو ظاہر اوس سے حکم صحت متن کا ہوتا ہے ابن الصلاح تحریر کرتے ہیں
غیر ان المصنف المعتمد منہم اذا اقتصر علی قولہ انہ صحیح الاسناد ولم یذکر لہ علۃ ولم یقدح فیہ فالظاہر منہ الحکم بانہ صحیح فی نفسہ لان عدم العلۃ
والقادح ہو الاصل انتہی اور حافظ عراقی شرح الفیہ میں بعد نقل اس کلام کے کہتے ہیں قلت کذلک ان اقتصر علی قولہ حسن الاسناد ولم
یعقبہ بضعف فہو ایضا محکوم لہ بالحسن انتہی اور اثر متنازع فیہ میں حاکم نے صحیح الاسناد پر اقتصار کیا اور الحافظ ابو عبد اللہ
ذہبی نے جنکا اعتماد اور حفظ ارباب فن پر مخفی نہیں اور تصحیح حاکم بغیر تعقیب اونکی کلام کے مقبول ہے تو نہیں سند اوسکی حسن پر اقتصار فرمایا
پس ظاہر اس سے صحت متن مفہوم ہوئی **دوسرے** یہ کہ بیہقی نے بھی اسکو صحیح کیا اور بطور استدراک کے شذوذ کو بیان کر دیا جیسا کہ
قسطلانی اور سیوطی و ابن حجر وغیرہ اپنی اپنی تصانیف میں نقل کرتے ہیں قال البیہقی اسنادہ صحیح ولکنہ شاذ بمرۃ لا اعلم لابی
الضحی متابعا علیہ لیکن یہ شذوذ صحت حدیث میں قادح نہیں ہے اسواسطے کہ اس مقام پر شذوذ سے معنی تفرد ثقہ ہیں نہ بطور مخالفت
را ... اوثق ... اور صحت حدیث میں جو شذوذ مخل ہے وہ یعنی مخالفت اوثق وارجح ہے چنانچہ سیوطی تدریب الراوی شرح تقریب النواوی میں

تحت قول مؤلف کی من غیر شذوذ ولا علۃ جو تعریف صحیح مین واقع ہی لکھتے ہین قیل لم یفصح بمرادہ من الشذوذ ہہنا وقد ذکر فی
نوعہ ثلاثۃ اقوال مخالفۃ الثقۃ لارجح منہ وتفرد الثقۃ مطلقا وتفرد الراوی مطلقا ورد الاخیرین فالظاہر انہ اراد ہہنا
الاول انتہی اور سخاوی فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث مین لکھتے ہین انہم فسروا الشذوذ المشروط نفیہ ہہنا بمخالفۃ الراوی فی
روایتہ من ہو ارجح منہ عند تعسر الجمع بین الروایتین انتہی پس مجرد شذوذ ذریعہ ضعف کا نہ ہوا اور تفرد مجرد کو مخل صحت حدیث
گردانتا جیسا کہ حلبی نے انسان العیون مین اور قسطلانی نے شرح صحیح بخاری مین اور زرقانی نے شرح مواہب مین واقع ہوا ہی محذور
اور مخالف کلام محدثین ہی اسواسطے کہ ما نحن فیہ مین شذوذ بطریق مخالفت راوی اوثق کے نہین ہی بلکہ بطریق مجرد تفرد ابو الضحی جیسا کہ
بیہقی نے خود ہی شذوذ کی توضیح بلفظ لا اعلم لابی الضحی متابعا علیہ کر دی اور قادح صحت حدیث نہین شذوذ اول ہی نہ ثانی سوم
یہ کہ حضرت مورد نے جو مقاصد سے عبارت نقل کی اوسکا کہین نشان نسخ ... اور اصل مقاصد مین نہین ہی ملک فقیر مین جو نسخہ بطور سر کے
دیا عرب سے آیا نہایت عمدہ وصحیح ہی مصنف کے روبرو از اول تا آخر اونکی تلامیذ نے پڑہا ہی اور اوسپر جا بجا مصنف کا خط موجود ہی اور
نسخہ مین کہ مین اس حدیث کا ذکر ہی نہین چہ جائیکہ ضعف کا ذکر ہو البتہ نسخہ مملوکہ مولوی محمد عبد القادر صاحب بدایونی ابن مولوی
فضل رسول مرحوم مین اس حدیث کا ذکر ہی چنانچہ اونہون نے بتاریخ ۲۸ شعبان سنہ ... ان دنون جب اس شہر مین وہ تشریف
لائے تہے مجہی اپنا نسخہ دکہایا اوسمین عبارت یہ ہی حدیث الارضون سبع فی کل ارض نبی کنبیکم البیہقی فی بدء الخلق من الاسماء والصفات لہ
من طریق عطاء بن السائب عن ابی الضحی عن ابن عباس فی قولہ تعالی سبع سموات ومن الارض مثلہن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم
وآدم کآدمکم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی فی طریق عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی بلفظ فی کل ارض نحو ابراہیم قال ابن کثیر
بعد عزوہ لابن جریر بلفظ فی کل ارض من الخلق مثل ما فی ہذہ حتی آدم کآدمکم فہو محمول ان صح نقلہ عن ابن عباس علی انہ اخذہ
من الاسرائیلیات وذلک وامثالہ اذا لم یخبر بہ ویصح سندہ الی معصوم فہو مردود علی قائلہ انتہی اور ایک نسخہ مقاصد کا جو بعض احباب لائے
اوسمین بہی علی ربع ہی زیادتی اس جملہ کے بعد روایت عمرو بن مرہ کے قال البیہقی اسنادہ صحیح عن ابن عباس ولکنہ شاذ بمرۃ
لا اعلم لابی الضحی متابعا علیہ اور اس عبارت مین کلمہ ان صح کا کلام سخاوی کا نہین ہی تا اونکا اقرار ضعف ثابت ہو بلکہ کلام ابن
کثیر سے منقول ہی اور اونکی تشکیک اس باب مین معتبر نہین اسوجہ سے کہ عدم صحت کی کوئی وجہ قابل اعتبار نہین **قال** چہٹی یہ
کہ محققین اہل تفسیر وحدیث کے نزدیک ماخذ اس حدیث کا اسرائیلیات ہی کما قالہ السخاوی وابن کثیر ونقلہ القسطلانی عن البدایۃ
اقول مفسرین سے کسی نے یہ احتمال نہین پیدا کیا مگر ابن کثیر نے اور اونکی امثال نے اور محدثین مین سے کسی نے بطور خود یہ احتمال
ذکر نہین کیا بلکہ جسنے ذکر کیا اوسنے بطور نقل کے ابن کثیر سے ذکر کیا اور یہ احتمال محض مردود ہے دو وجہ سے اول یہ کہ جب صحابی جزم
کرے کسی امر کے ساتھ اور بطور حتم کے کوئی امر ارشاد کرے اوسکو یہ سمجہنا کہ اہل کتاب سے ماخوذ ہی ہرگز نہ چاہیے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل کتاب جس امر کی تمکو خبر دین اوسکی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب اور صحابہ اس امر کو خوب سمجہتے تہے پس اگر وہ
کلام اہل کتاب سے ماخوذ ہوتا تو صحابی جزم نہ کرتا سیوطی اتقان فی علوم القرآن مین لکہتے ہین نقل الصحابۃ عن اہل الکتاب اقل من
نقل التابعین ومع جزم الصحابی بما یقولہ کیف یقال انہ اخذہ عن اہل الکتاب وقد نہوا عن تصدیقہم انتہی دوسرے یہ کہ حضرت ابن عباس

کتب اسرائیلیہ سے اخذ کو مستقبح سمجھتے تھے اور اس سے زجر فرماتے تھے چنانچہ صحیح بخاری میں ہے حدثنا علی بن عبد اللہ قال حدثنا حاتم بن وردان
قال حدثنا ایوب عن عکرمۃ عن ابن عباس قال کیف تسألون اہل الکتاب عن شیء وعندکم کتاب اللہ اقرب الکتب عہدا باللہ تقرؤنہ
محضا لم یشب حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزہری اخبرنی عبید اللہ بن عبد اللہ ان ابن عباس قال یا معشر المسلمین
کیف تسألون اہل الکتاب عن شیء وکتابکم الذی انزل اللہ علی نبیکم احدث الاخبار باللہ محضا لم یشب وقد حدثکم اللہ ان
اہل الکتاب قد بدلوا من کتب اللہ وغیروا فکتبوا بایدیہم الکتب قالوا ہو من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا اولا ینہاکم ما جاءکم من
العلم عن مسألتہم ولا واللہ ما رأینا رجلا منہم یسألکم عن الذی انزل علیکم پس باوجود اس زجر کے عقل نہیں تجویز کرتی ہے کہ
خود ابن عباس اسرائیلیات سے اخذ کریں **قال** سو تویہ ہے کہ برتقدیر قبول وتسلیم ثبوت اس اثر کے اہل علم حدیث نے تاویل اس
اثر کی اسطرح پر کی ہے کہ اون طبقات میں ہیں مقتدا اور پیشوا ہیں جو بنام آدم اور ابراہیم وعیسی ومحمد مشہور تھے اور درحقیقت
وہ لوگ رسل الرسل یعنی بواسطہ پیغمبران ہیں کہ قوم جن کو انبیاء اور رسل کی طرف سے تبلیغ کرتے ہیں چنانچہ قسطلانی نے ارشاد الساری
میں لکھا ہے وعلی تقدیر ثبوتہ یحتمل ان یکون المعنی ثم من یقتدی بہ ویسمی بہذہ الاسماء وہم رسل الرسل الذین یبلغون الجن عن انبیاء اللہ
اقول مخفی نہیں ہے کہ اس اثر ابن عباس میں علماء کے تین مسلک ہیں **مسلک اول** یہ کہ اثر مذکور سے غرض اثبات عالم مثال ہے
جو برزخ ہے درمیان عالم غیب وعالم شہادت کے اور یہی مسلک صوفیہ کا ہے چنانچہ قاضی حسین بن محمد دیار بکری مالکی اپنی کتاب الخمیس
فی احوال انفس نفیس میں لکھتے ہیں فی الفتوحات المکیۃ ان اللہ لما خلق آدم الذی ہو اول جسم انسانی تکون وجعلہ اصلا لوجود
الاجسام الانسانیۃ فضلت من خمیر طینتہ فضلۃ خلق منہا النخلۃ فہی اخت لآدم وہی لنا عمۃ وسماہا الشرع لنا عمۃ وشبہہا
بالانسان ولہا اسرار عجیبۃ دون سائر النبات وفضل من الطینۃ بعد خلق النخلۃ قدر السمسمۃ فی الخفاء فمد اللہ من تلک الفضلۃ
ارضا واسعۃ الفضاء وخلق اللہ من جملۃ عوالمہا عالما علی صورنا اذا ابصرہم العارف یشاہد نفسہ فیہم واشار الی مثل ذلک
عبد اللہ بن عباس فیما روی عنہ فی حدیث ہذہ الکعبۃ بیت واحد من اربعۃ عشر بیتا وان فی کل ارض من السبع الارضین خلقا مثلنا
حتی ان فیہم ابن عباس مثلی وصدقت ہذہ الروایۃ عند اہل الکشف انتہی اور مصباح الظلام فی ذکر منازل الحکماء العلام میں ہے اعلم ان الاحادیث
الدالۃ علی المثال کثیرۃ جدا منہا ما روی عن ابن عباس فی حدیث الکعبۃ انہا بیت واحد من اربعۃ عشر بیتا وان فی کل ارض من الارضین
السبع خلقا مثلنا حتی ان ابن عباس مثلی انتہی **دوسرا مسلک** تاویل باطنی کہ ہر طبقہ میں ایک ایک مقتدا اور ہادی تھا اور ایک
نبی اس طبقہ سے احکام کو لیکر اپنی قوم پر پہونچاتا تھا اور وہ ہادی اس طبقہ کے نبی کے نام کے ساتھ مسمی تھا مثلا حضرت آدم کے عہد میں ایک ہادی
ہر ہر طبقہ میں تھا کہ آدم سے احکام ماخوذ کر کے اپنے طائفہ کو سناتا تھا اور وہ مسمی باسم آدم تھا اور یہی مراد آدم کا دکم سے ہے وعلی ہذا القیاس
ابراہیم کابراہیمکم وعیسی کعیسکم ونبی کنبیکم اور اس مسلک کو اختیار کیا ہے قسطلانی نے اور سیوطی اور زرقانی نے مگر کسی نے
اسکے ساتھ جزم نہیں کیا بلکہ بطور احتمال مجرد کے اور بعبارت تمریض کے بیان کیا چنانچہ قسطلانی نے یحتمل کے لفظ سے
تعبیر کیا اور سیوطی نے بلفظ یمکن ان یأول ذکر کیا حلبی انسان العیون میں لکھتے ہیں قال السیوطی ویمکن ان یأول علی ان
المراد بہم النذر الذین کانوا یبلغون الجن عن انبیاء البشر ولا یبعد ان یسمی کل منہم باسم النبی الذی یبلغ عنہ ہذا کلامہ انتہی ح

کان لنبینا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم رسول من الجن اسمہ کاسمہ لعل المراد اسمہ المشہور وہو محمد فلیتامل انتہی تیسیر مسلک
تحقیق وہ یہ کہ ہر طبقہ مین وہان کے سکان پر انبیا مبعوث ہوئے اور وہ رسل من جانب اللہ جل جلالہ تھے مثل انبیاء اس طبقہ
کی نہ یہ کہ فقط سفیر ہون درمیان بیان کے رسل کے اور وہان کے سکان کے اور اسیکو اختیار کیا ہی قاضی بدر الدین شبلی حنفی نے آکام المرجان
فی احکام الجان مین عبارت انکی باب سادس عشر مین یہ ہے جمہور العلماء خلفا وسلفا علی انہ لم یکن من الجن قط رسول وقال ابن جریر
حدثنا ابن حمید حدثنا یحیی بن واضح حدثنا عبید بن سلیمان قال سئل الضحاک عن الجن ہل کان فیہم من نبی قبل ان یبعث النبی
صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فقال الم تسمع الی قول اللہ یا معشر الجن والانس الم یأتکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی یعنی بذلک رسلا من الانس
ورسلا من الجن قال ابن حزم لم یبعث الی الجن نبی من الانس البتۃ قبل نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وکان النبی یبعث الی قومہ قال
ابن حزم وبالیقین ندری انہم قد انذروا فصح انہم جاءہم انبیاء منہم قلت ویدل الاعلی ما قالہ الضحاک ما رواہ الحاکم فقال حدثنا احمد بن یعقوب الثقفی
حدثنا عبید بن غنام حدثنا علی بن حکیم حدثنا شریک عن عطاء بن السائب عن ابی الضحی عن ابن عباس قال ومن الارض مثلہن قال سبع ارضین
فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی قال شیخنا الذہبی اسنادہ حسن قلت لہ شاہد قال الحاکم
حدثنا عبد اللہ بن الحسن حدثنا ابراہیم بن الحسین حدثنا آدم حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن عباس فی قولہ تعالی
خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن قال فی کل ارض نحو ابراہیم قال شیخنا الذہبی ہذا حدیث علی شرط البخاری ومسلم رجالہ ائمۃ انتہی ملخصا
اب سمجھنا چاہیے کہ مسلک اول چونکہ متعلق بحث عالم مثال بطریقہ کشف ہی بحث سے خارج ہے اور مسلک دوم بظاہر مخالف ہے لفظ
نبی کنبیکم کے اسواسطے کہ یہ لفظ دال ہے اس امر پر کہ ہر طبقہ مین ایک ایک ذات موصوفہ بالنبوۃ ہے اور وہ شبیہ ساتھ نبی ہمارے کی ہے
اور ارباب اس مسلک نے تو کوئی نبی حقیقۃ کسی طبقہ مین کسی زمانے مین تجویز نہین کیا بلکہ ایک سفیر ہی کیطرف سے تجویز
کیا علاوہ ازین آدم کآدمکم مین تشبیہ کو مجرد شرکت اسمی اور ہدایت پر حمل کرنا خلاف معقول ہے اعرف الرجال بالحق لا الحق بالرجال
قال آٹھوین یہ کہ نصوص بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی طرف جملہ عالم کی یعنی جن وانس واہل طبقات ارض کے شامل
ہے عرش اعلی سے فرش سفلی تک جو عالم ہے وہ بعثت آنحضرت مین داخل ہے پس اسواسطے تخصیص نصوص قطعیہ کے حدیث مرفوع صحیح لفظ
معصوم درکار ہے نہ اثر شاذ موقوف کی اعتبار **اقول** اس سے مقصود یہ ہے کہ اثر مذکور سے بہ قدر صاف معلوم ہوتا ہے کہ جسطرح سلسلہ
نبوت اس طبقہ مین واسطے ہدایت سکان طبقہ ہذا کے تیار ہوا اسی طرح ہر ہر طبقہ مین سلسلہ نبوت واسطے ہدایت وہان کے سکان کے تیار ہوا
اور چونکہ لا تناہی سلسلے کے باطل ہے لاجرم ہے کہ ہر طبقہ مین ایک مبدء سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے آدم کے ساتھ مشابہ کیا گیا اور ایک
آخر سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے خاتم کے ساتھ تشبیہ دیا گیا باقی رہا یہ امر کہ سلاسل طبقات تحتانیہ مبدء ومنتہی مین ساتھ اس طبقہ کے سلسلے کے
متحد یا مختلف ہے کہ آدم کے زمانہ مین آدم اور نوح کے زمانے مین نوح اور خاتم الانبیاء کے زمانے مین خاتم وعلی ہذا القیاس یا قبل مبدء اس سلسلے کے
منتہی ہو گئے یا مبدء مین معیت زمانی ہوئی اور اختتام انکا قبل اختتام سلسلے کے ہوا یا بعد ہوا یا مبدء اور منتہی دونون مین
تقدم یا تاخر ہوا یا منتہی مین معیت ہوئی اور مبدء مین تقدم یا تاخر ہوا یہ سب اور مثال اسکی احتمالات عقلیہ ہین اور چونکہ اثر
مذکور تعیین کسی ایک احتمال سے ساکت ہے اور نہ تعیین کسی کی دلیل نقلی سے ثابت ہے لہذا ہم اسمین سکوت کرتے ہین ایک تبیح یہ کہ نصوص عامہ

مثل لیکون للعالمین نذیرا و ارسلت الی الخلق کافۃ وغیرہ سے جو مثبت عموم بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دال ہین اور کسی مخصص
کا متحقق ہونا معلوم نہین ہوتا لہذا ثابت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جملہ عالمین کے مبعوث ہوئے اور یہ بھی نصوص سے مثل حدیث صحیح
لو کان موسیٰ حیا لما وسعہ الا اتباعی وغیرہ سے معلوم ہی کہ اگر انبیاء سابقین سے کوئی نبی آنحضرت کا ہمعصر ہوتا تو وہ مطیع آنحضرت ہوتا اگرچہ
بہ نسبت اپنی قوم کے نبی ہوتا اور اسی وجہ سے علماء نے تصریح کی ہی کہ حضرت خضر اور الیاس علی نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ بقید حیات ہین
مطیع شریعت محمدیہ ہین اور حضرت عیسیٰ جب نزول فرماوینگے تابع اس شریعت کے ہونگے اور سیوطی اپنی رسالہ الاعلام بحکم عیسیٰ علیہ السلام
مین سبکی سے نقل کرکے لکھتے ہین قال السبکی فی تفسیر لما من نبی الا اخذ اللہ علیہ المیثاق انہ ان بعث محمد فی زمانہ لیؤمنن بہ ولینصرنہ
ویوصی امتہ بذلک ففی ذلک من التنویہ بالنبی وتعظیم قدرہ ما لا یخفی وفیہ مع ذلک انہ علی تقدیر مجیئہ فی زمانہم یکون مرسلا الیہم فتکون نبوتہ
ورسالتہ عامۃ لجمیع الخلق من زمن آدم الی یوم القیامۃ وتکون الانبیاء وامہم کلہم من امتہ ویکون قولہ بعثت الی الناس کافۃ
لا یختص بالناس من زمانہ الی یوم القیامۃ بل یتناول من قبلہم ایضا الی ان قال السبکی فالنبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نبی الانبیاء ولو اتفق مجیئہ
فی زمن آدم ونوح وابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ وجب علیہم وعلی اممہم الایمان بہ ونصرتہ وبذلک اخذ اللہ المیثاق علیہم وانما امرہ یتوقف
علی اجتماعہم معہ فلو وجد فی عصرہم لزمہم اتباعہ بلا شک ولہذا یاتی عیسیٰ فی آخر الزمان علی شریعتہ وہو نبی کریم علی حالہ لا ینقص منہ
شیء وکذلک لو بعث النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فی زمانہ او فی زمان موسیٰ وابراہیم ونوح وآدم کانوا مستمرین علی نبوتہم ورسالتہم
الی اممہم والنبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی علیہم ورسول الی جمیعہم فنبوتہ ورسالتہ اشمل واعظم انتہی اور یہ بھی نصوص قطعیہ سے مثل نص ولکن
رسول اللہ وخاتم النبیین اور لا نبی بعدی ولو کان بعدی نبی لکان عمر وغیر ذلک ثابت ہی کہ کوئی نبی کسی مقام پر بعد عصر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم کے مبعوث نہین ہوا اور نہ ہوگا پس سبب ان وجوہ کے ہم کہتے ہین کہ آخر سلاسل باقیہ صاحب شرع جدید بعد عصر خاتم
الانبیاء صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے نہین ہوسکتا ورنہ خاتمیت باقی نہ رہے گی پس یا قبل عصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے
ہوا ہوگا یا ہمعصر بر تقدیر اول آنحضرت کے خاتم حقیقی ہونے مین کسیطرح کا شبہہ نہین ہی اور بر تقدیر ثانی احتمال اس کا کہ دعوت اسلام
خاص ساتھ اس طبقہ کے ہو اور ختم آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مخصوص ساتھ اس طبقہ کے انبیاء کے ہو اور طبقہ تحتانیہ مین ہمارے نبی کی
دعوت ہو قائم ہی لیکن صحیح یہی ہی کہ بعثت محمدیہ تمام مکلفین کو شامل ہی یہ دعوی تخصیص کسیطرح مان لیا جاویگا کیونکہ طبقات تحتانیہ کے سکان
جو ہمعصر ہمارے خاتم الانبیاء کے ہوئے وہ مکلف تھے یا نہ تھے اگر مکلف نہ تھے تو ان کو کسی نبی کی بعثت کی حاجت نہین اور اگر مکلف
تھے تو ضرور بعثت نبویہ مین داخل ہونگے جیسا کہ لفظ عالمین اور خلق کا اقتضاء ہی اور تخصیص اوسکی ساتھ خلق اور سکان اس
طبقہ کے اگرچہ فی نفسہ ممکن ہی لیکن بغیر قیام کسی دلیل قطعی آخر کی کہ دال ہو خصوصیت دعوت نبویہ پر ساتھ اہل طبقہ کی ہرگز
تخصیص پر نہین ہوسکتی اور بحر العلوم مولانا عبد العلی نے اپنی رسالہ الاحوال ستہ قیامت مین جو مسمی بفتح الرحمن ہی اس امر کی تصریح کی ہی
کہ خاتم الرسل کے زمانہ مین کوئی رسول صاحب شرع جدید نہین ہوسکتا ہی بلکہ جو مکلف زمانہ نزول شرع محمدی مین ہوگا وہ پابند رسالت
اسی شریعت کی ہوگا عبارت اونکی یہ ہی ختم ولایت منافی آن نیست کہ باشد در زمان او ولی دیگر آری می خواہد کہ بعد وی ولی
نباشد چنانکہ فرمودہ اند لا یکون بعدہ ولی ونہ فرمودہ اند فلا یکون معہ ولی واما حکم خاتم رسالت این حکم نیست وبودن آنحضرت

از رسل در زمان خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ممتنع ست زیرا کہ مقتضے ختم رسالت دو چیز ست یکی آنکہ بعد وی
رسول نباشد و دیگر آنکہ شرع وی عام باشد و ہر کسیکہ موجود باشد وقت نزول شرع وی اتباع شرع وی برو واجب فرض
ست و شرط آنکہ ہمہ رسل را اخذ شرع مستمد از خاتم رسالت اند بلکہ نائب اند در دعوت بسوی الٰہی کہ فی الحقیقت شرع
خاتم الرسل ست کہ نازل شدہ بعد وی بر رسل آخرین و مستمد را اطاعت ممد ضرورست و چونکہ شرع وی عام باشد پس دیگر
صاحب شرع نباشد بخلاف خاتم الولایت کہ صاحب شرع نیست بلکہ ان ولی کہ خاتم الولایت ست و دیگر ولی تابع شرع
خاتم الرسالت اند انتہی ملخصا پس بر تقدیر اتحاد عصر اس کا اعتقاد کرنا چاہیے کہ وہ آخر سلاسل تحتانیہ ہمارے خاتم کے متبع ہونگے اور اپنے سکان کی
بہ نسبت رسول اور مکمل قصر نبوت ہونگے پس خاتم ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر تقدیر حقیقی ہوگا اور دعوت آپکی عام ہوگی اور ختم آخر
سلاسل تحتانیہ اضافی ہوگا بہ نسبت اپنی طبقہ کی نہ بہ نسبت جملہ طبقات کے الخ اقول مقصود نبی کنیم سے تشبیہ آخر ایک ایک طبقہ کو ساتھ خاتم جملہ طبقات
کی مجرد ختم میں ہے نہ ختم حقیقے میں اور نہ مماثلت صفات مختصہ کمالیہ میں **قال** اور قول ضحاک کا کہ اللہ نے بھیجا طرف جن کے ایک پیغمبر اونہیں
کہ نام اوسکا یوسف ہے شاذ و مردود ہے اور نزدیک محققین کے بوجہ مخالفت نص کے غیر مقبول ہے **اقول** نسبت اس قول کی طرف
ضحاک کی غلط ہے بلکہ یہ قول ابن عباس کا ہے جیسا کہ آکام المرجان میں ہے ذکر اسحق بن بشر فی المبتدا عن ابن عباس ان الجن قتلوا
نبیا لہم قبل آدم اسمہ یوسف وان اللہ بعث الیہم رسولا وامرہم بطاعتہ انتہی اور ایک روایت میں ابن عباس سے وارد ہے کہ
ولقد جاءکم یوسف من قبل میں مراد یوسف نبی جن ہیں نہ یوسف بن یعقوب جیسا کہ زرقانی لکھتے ہیں قیل بعث اللہ رسولا
واحدا من الجن الیہم اسمہ یوسف ونقل عن ابن عباس انہ المراد فی قولہ تعالی ولقد جاءکم یوسف انتہی اور علما محققین نے اس تفسیر کو
شاذ لکھا ہے سیوطی اتقان میں لکھتے ہیں اشد من ذلک غرابۃ ما حکاہ النقاش والماوردی ان یوسف المذکور فی سورۃ غافر من
الجن بعثہ اللہ رسولا الیہم انتہی اور قول ضحاک کا یہ ہے کہ جن میں بھی انبیاء ہوگئے ہیں اور یہی مذہب ابن حزم وغیرہ کا ہے اور ظاہر
قرآن واحادیث بھی اسی مذہب کے موافق ہے اور تاویل جو جمہور کرتے ہیں بلا ضرورت واقع ہوتی ہے اور مخالف ہونا قول
ضحاک کا نصوص کے باطل ہے کیونکہ خلاف ضحاک کا قبل عصر خاتم النبیاء میں ہے ولیکن عصر خاتم النبیاء میں اس وہ بھی عموم بعثت کے
قائل ہیں جیسا کہ مواہب لدنیہ وغیرہ میں مبسوط ہے **قال** اور عبارت آکام المرجان سے معلوم ہوتا ہے کہ وجود جن کا طبقات ہفت زمین
میں متحقق ہے بنا علیہ دعوی مجیب کا کہ مخلوقات طبقات باقیہ کی اس مخلوقات کی صنف سے نہیں اور انبیاء مخلوقات طبقات
باقیہ کی اونہیں کی صنف سے اور اونہیں کی جنس سے ہونگی جیسے ہمارے خاتم الانبیاء ہمارے جنس سے درست نہیں کیونکہ بعثت
آنحضرت طرف جن کے بنص قطعی و باجماع ثابت ہے **اقول** ممکن ہے کہ آخر انبیاء جن بھی جن ہو مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ
وسلم بر تقدیر اتحاد عصر اوس پر بھی اور اوسکی قوم پر مبعوث ہوئی پس خاتم ہونا بہ نسبت جن کے بر تقدیر وجود جن طبقات باقیہ میں جن لفظ نبی
کے نکلتے ہیں مستفاد ہے منافی نص عموم بعثت و اجماع کے نہیں ہے **قال** ہو عجیب ہے کہ مجیب صاحب نے اولا ابن عباس سے بحوالہ فتح الباری
نقل کیا کہ فی کل ارض مثل ابراہیم ونحو ما علی الارض الخ اور اس سے یہ ثابت ہے کہ طبقہ زمین میں جن و انس و دواب وغیرہ ہیں
جیسا کہ طبقہ علیا میں ہیں پس یہ امر مجیب کے نزدیک کیونکر ثابت ہوا کہ مخلوقات طبقات باقیہ اس مخلوقات کی صنف سے نہیں **اقول**

یہ امر آدم کا دلکم سے ثابت ہوا اور ممکن ہے کہ طبقات باقیہ کے کچھ سکان مخالف اس صنف کے ہون اور کچھ موافق سکان ماسن میں کے
پس دونون اثر مین تعارض نہین **قال** اور زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ مجیب صاحب نے عرائس ثعلبی اور بدائع الدہور
سے نقل کیا کہ طبقہ ہفتم زمین مسکن ابلیس اور اوسکی جنود کا ہے جب موافق نقل مجیب کے ساتوان طبقہ زمین کا مسکن
ابلیس اور اوسکی ذریات اور لشکر کا ٹھہرا تو لامحالہ پیغمبر ہونا آنحضرت کا اور خاتم النبیین ہونا آپکا نسبت سکان
ساتوین طبقہ مین ثابت ہوا **اقول** کسیطرح سے محل تعجب نہین اسواسطے کہ درمیان عموم بعثت و ختم حقیقی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اور درمیان ہونے خاتم انبیاء جن کے اونہین کی صنف سے کسیطرح کی منافات نہین ہے کما مر مرارا
قال اور معلوم ہو کہ مجیب صاحب نے قبل از نقل کلام عرائس ثعلبی و بدائع الدہور کے شہاب الدین خفاجی سے نقل کیا کہ ہم اعتقاد
کرتے ہین تحقیق زمین سات ہین جیسا آسمان اور اوسمین باشندگان ہین اللہ جانتا ہے اونکو الغرض نقل مجیب تعین عدد و تعین جنس
عوالم و اولوم زمین مین مختلف ہے **اقول** تعین یا عدم تعین کا حکم سبیل التعین ہوتی تھا تا اختلاف نقول مضر ہوتا حاصل غرض اثبات
صحت حدیث و وجود طبقات و تعدد آدم بحسب طبقات تھی اور چونکہ سکان طبقات باقیہ مین عبارات مختلف تھین بعضی تو
تعیین پر دلالت کرتی تہین اور بعضی ابہام پر اسوجہ سے دونون قسم کی عبارت تبعاً نقل کردی گئی **قال** اور حقیقت حال یہ ہے کہ
جو حدیث مجیب صاحب نے عرائس ثعلبی سے نقل کی زیادہ نزدیک محدثین کے معروف نہین بلکہ اوسپر آثار وضع نمایان ہین اسیواسطے
نیشاپوری نے اپنی تفسیر مین فرمایا ذکر الثعالبی فی تفسیرہ فصلا فی خلائق السموات والارضین واشکالہم واسمائہم اضربنا عن ایرادہا
لعدم الوثوق بمثل تلک الروایات الخ **اقول** اس حدیث کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا اور حاکم نے روایت کرکے حدیث صحیح کہا لیکن ذہبی
نے اوسکا تعقب کر کے اس حدیث کو منکر کہا نہ موضوع اور غرض نقل کرنیسے اس حدیث کے جواب مین کسی امر کا اثبات نہین تاکہ ضعف
و نکارت اوسکی قادح ہو بلکہ وجود طبقات کی جو بدلائل اخر ثابت ہے تفصیل اور تکمیل و مثلہ تحصیل بالضعیف اور عبارت جو تفسیر نیشاپوری
سے منقول ہوئی نسخ معتمدہ مین یہ عبارت نہین ہے بلکہ ذکر النقاش فی تفسیرہ ہے **قال** اور وہب بن منبہ اہل کتاب سے ہے تا غالب
اونہی یکمانی باسرائیلیات سے اخذ کیا ہو الحاصل موافق قرارداد علمائے محققین کے قصص و تفاسیر اہل کتاب حجت نہین **اقول** وہب کو اہل کتاب
سے شمار کرنا کمال جرأت ہے البتہ وہ کتب متقدمہ سے خوب واقف تھے اور اکثر حکایات و قصص کتب سابقہ سے بیان کرتے تھے لیکن اخذ کرنا
کسکی کتب متقدمہ سے شئی دیگر اور اوسکا اہل کتاب سے ہونا شئی دیگر ہے مناقب و مدائح اونکے کتب معتمدہ سے ملاحظہ ہون نووی

تہذیب الاسماء واللغات مین لکھتے ہین وہب بن منبہ التابعی الابناوی الیمانی تابعی جلیل من المشہورین بمعرفۃ الکتب الماضیۃ سمع جابر بن عبد اللہ
وابن عباس وابن عمرو وابا سعید وابا ہریرۃ والنا... اتفقوا علی توثیقہ توفی سنۃ اربع عشرۃ ومائۃ انتہی اور ذہبی کتاب العبر باخبار من غبر
وقائع سنہ ۱۱۴ مین لکھتے ہین وفیہا توفی بالصنعاء وہب بن منبہ الصنعانی الحبر العلامۃ روی عن ابن عباس وجماعۃ وکان شدید العنایۃ بکتب الاولین وقصصہم
بحیث انہ کان یشبہ بکعب الاحبار فی زمانہ انتہی اور یافعی مرآۃ الجنان مین لکھتے ہین فی السنۃ المذکورۃ توفی بصنعاء الیمن وہب بن منبہ الامام
العلامۃ حکی عنہ ابن قتیبۃ قال قرأت من کتب اللہ اثنین وتسعین کتابا وکان لہ اخوۃ منہم ہمام بن منبہ وکان ... وہب ... و... الا...
وعشرین ... [illegible] ... انتہی ... اور بدائع الدہور ... [illegible]

وہ ہے کی جو وکلم سبب ایسے ہے کہ وہ بہت اکثر کتب متقدمہ سے اخذ کرتے تھے اور انمین اکثر اہل کتاب نے تحریف تغییر کی ہے تصدیق نکیجائے و نہ اونکی
تکذیب ہو نہیں چاہیے اور علم تفصیلے کو حق جل شانہ پر محول کرنا چاہیے **قال** مجیب صاحب نے وجود ادم و انبیاء و خواتم کا ہر طبقہ زمین
مین جن دلیل سے ثابت کیا ہے اول اثر ابن عباس جسکو حاکم نے صحیح کہا اور حال اثر مذکور کا معلوم ہو چکا کہ ہشت وجہ سے قابل استدلال
نہین **اقول** کیفیت سب جرح کی منکشف ہو گئی کہ کوئی ان میں سے قابل اعتبار نہین انصاف درکار ہے **قال** دوسرے حق تعالی
نے فرمایا انما انت منذر و لکل قوم ہاد اور یہ استدلال مجیب صاحب کا جب صحیح ہو کہ مسلم ہو کہ عموم بعثت ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
کو شامل باشندگان ہفت زمین ہو **اقول** سابقا خوب واضح ہو چکا کہ بر تقدیر عموم بعثت نبویہ بھی وجود ادم و خواتم ممکن ہے **قال**
قطع نظر اس سے استدلال مجیب صاحب اس آیت سے ناتمام ہے کیونکہ ہاد بمعنی رہنما جو آیت میں مذکور ہے مراد اوس سے خاص پیغمبر نہین اور
مفسرین نے بھی منذر کو عام قرار دیے ہیں کہ پیغمبر ہو یا واسطہ و مبلغ از جانب پیغمبر ہو **اقول** اس آیت سے کسنے اثبات وجود انبیا
بر طبقات باقیہ مین کیا ہے تا ایراد اوسپر وارد ہو کہ مراد ہادی سے مطلق رہنما ہے نہ خاص پیغمبر عبارت جواب تغییر کو دیکھیے بعد ازان میدان
مناظرہ مین آئیے مین نے اس آیت سے فقط وجود رہنما ہر طبقہ مین بسبب اسکے کہ کوئی مخلوق بغیر ارشاد حق جل شانہ زمین مین چھوڑی نہیں گئی ثابت کیا
اور بعد اوسکے عبارت تفسیر جلالین سے کہ دال ہے اوپر حاجتمندی آلہی کو طبقات تحتانیہ مین نقل کر کے وجود انبیا ثابت کیا **قال** اور تفسیر دیلمی صاحب مجیب
کی یہ ہے کہ جلال الدین محلی کی تفسیر سے بھی ثابت ہے کہ حضرت جبریل طبقات باقیہ مین وحی لیجاتے تھے لیکن کلام محلی اور اوسکی تفسیر حوالہ اس آیت تفسیر لغیہ
مین نقل کو ہے جملہ مفسرین کی تفسیر کے خلاف ہے کسی مفسر نے اونکی موافق تفسیر اس آیت کی نہین لکھی اسیواسطے ملا علی قاری نے حاشیہ جلالین میں
لکہا ہے لم نجد لغیرہ من المفسرین وہذا غایۃ من قبل الامر بالوحی قال فی تفسیر محلی لہ مثلہن ای من الارض العلیا التی ہی دار لاہا دین السماء السابعۃ ا
اعلاہا **اقول** واضح ہو کہ کسی مفسر نے سوا محلی کے ایسی تفسیر نہیں کی علت تتبع اور قصر نظر پر دلالت کرتا ہے اور نپانا ملا علی قاری کا
اس تفسیر کو کسی مفسر کے کلام مین نہ پانا اوسکی عدم واقعی پر دلالت نہین کرتا ہے فان عدم الوجدان لا یدل علی عدم الوجود و من حفظ حجۃ علی
من لم یحفظ دیکھو محی السنہ بغوی صاحب مصابیح و شرح السنہ وغیرہ کہ جنکی جلالت قدر عبد مرآۃ وغیرہ مین بشرح و بسط مذکور ہے اپنی تفسیر معالم التنزیل
مین اس آیت کی تفسیر مثل محلی کے کرتے ہین جیسا کہ سابقا مذکور ہو چکا اور قسطلانی نے شرح صحیح بخاری مین ایسی ہی تفسیر کی ہے **فائدہ** مخفی نہ رہے کہ
کہ بعض اہل بلاد بنگالہ نے اپنے جواب میں عبارت جلالین کو جو تفسیر اس آیت مین واقع ہے سیوطی کی طرف منسوب کیا اور یہ زلت قلم ہے کیونکہ
تفسیر جلالین مجموعہ دو جلال کی تصنیف کا ہے سورہ بقرہ سے تا آخر سورہ بنی اسرائیل جلال سیوطی کی تصنیف ہے اور سورہ کہف سے تا آخر
قرآن جلال محلی کی تصنیف ہے جیسا کہ حسن المحاضرہ وغیرہ مین مصرح ہے پس تفسیر اس آیت کی جو سورہ طلاق مین واقع ہے محلی کی
ہے نہ سیوطی کی **اعلام** چونکہ میری تحریر سابق مین تعدد خواتم کی لفظ واقع ہوئی ہے بعض حضرات نے اوس سے ایسا گمان کیا
کہ مین تعدد خاتم حقیقی تخصیص تخصیص بعثت محمدیہ کا قائل ہوں چنانچہ ماہ رمضان ۱۲۹۰ھ مین ہو کو محمد عبد الغفار صاحب
ملازم مطبع نظامی کے نے بوساطت حافظ عبد الستار خان صاحب کی ایک رسالہ تحریرا مین بہیجا اور اوسمین الزام تخصیص بعثت محمدی
و شذوذ و اجمال و وقف حدیث کا ذکر درج کیا مین نے اوسی ماہ مین ایک رسالہ اوسکی جواب مین لکہ کے اونکی خدمت مین روانہ
کر دیا اور اوسمین خوب تصریح کر دی کہ مین تعدد خواتم اضافیہ کا موافق ظاہر حدیث کے قائل ہوں نہ خصوص بعثت نبویہ کا